رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی ٭ اسسٹنٹ: محمد خاں

نمبر ۴۹ | مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۲ء | پنجشنبہ | مطابق ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح صـ۱

رسول کریم کے بعد نبی صـ۱

مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب کا جواب صـ۳

خطبہ جمعہ

مہمانوں سے حسن سلوک کی نصیحت صـ۱۴

اشتہارات صـ۱۵-۱۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب دعا کریں۔

اس ہفتہ جناب حافظ روشن علی صاحب کپور تھلہ میں جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ضلع سیالکوٹ میں مولوی ظہور حسین صاحب و مولوی غلام احمد صاحب اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں۔ اور مولوی جلال الدین صاحب و مولوی اللہ دتا صاحب سنگراؤں ضلع گورداسپور میں تبلیغ اور مباحثات کر کے واپس آ گئے ہیں۔

مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ جلسہ گاہ تیار ہو چکی ہے۔ اور دیگر انتظامات بھی سرگرمی سے ہو رہے ہیں۔

رسول کریمؐ کے بعد نبی

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

ذیل میں ایک انگریزی خط کا ترجمہ دیا جاتا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت مبارک میں ایک تعلیم یافتہ اور معزز شخص کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حسب خط بہ دستخط جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے ملنے کا ذکر ہے۔ وہ "مکتوبات امام" کے زیر عنوان ۷ر دسمبر کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ امید ہے حسب ذیل خط دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔ (ایڈیٹر)

حال میں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے۔ جو اس قول کی صداقت کو ثابت کرتا ہے۔ کہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ اور اس بات کا یقین رکھتے ہوئے کہ وہ آپ کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ میں آپکو اس کی اطلاع دیتا ہوں۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ کس طرح صحیح دلائل غلط دلائل پر ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے میں سلسلہ احمدیہ کی تہ کو پہنچنے کی کوشش میں تھا۔ اور اس کے لئے سلسلہ کے مختلف لٹریچر کا مطالعہ کر رہا تھا۔ میں نے مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ قرآن پڑھا ہے۔ لیکن میں اسکو مکمل نہیں مان سکتا تھا۔ اور نہ ہی مجھے ان سے ان کی ہر بات میں اتفاق تھا۔ اس عرصہ میں مجھے اس امر کا علم نہ تھا۔ کہ احمدیہ سلسلہ میں اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ میں نے یہ ترجمہ

پڑھنے کے بعد متعدد خطوط مولوی صاحب کو لکھے جنمیں میں نے ان کو ان کی غلطیوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس سے بہتر ترجمہ پیش کیا۔ ان میں سے بعض کو انہوں نے پسند کیا۔ اور بعض کو رد کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اخبار میں ایک مضمون پڑھا جس میں یہ لکھا تھا۔

کہ احمدی عام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ میں نے اس مضمون کی کٹنگ مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں بھیجی۔ اور ان سے پوچھا کہ کیا واقعی یہ سچ بات ہے۔ اور یہ کہ اگر یہ سچ ہو تو پھر خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کا کہ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا کا آپ کیا مطلب سمجھتے ہیں۔ اس خط میں میں نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ کیا بحیثیت پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ان کا یہ فرض نہیں کہ اس کی اصلاح کریں۔ اس کے جواب میں جو خط ان کا مجھے ملا۔ اس کی نقل میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

مال روڈ۔ لاہور۔ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۲۳ء

آپ کا خط مورخہ ۱۸ اگست ملا۔ آپکو شاید علم نہیں کہ احمدیہ جماعت دو گروہوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ قادیان کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ جسکو آپ نے خط کشیدہ کر کے میرے پاس بھیجا ہے۔ دوسری جماعت کا مرکز جس کا میں سردار ہوں لاہور ہے۔ اور ہم جماعت قادیان سے اس عقیدہ کی وجہ سے علیحدہ ہوئے ہیں۔ ان میں سے بھی سارے کا یہ خیال نہیں۔ لیکن ان کے امام مرزا محمود احمد اس پر بہت زور دیتے ہیں۔ اور اس پر بہت مصر ہیں۔ میں اس عقیدہ کی گزشتہ سات سال سے باقاعدہ تردید کر تا رہا ہوں۔

محمد علی

اس جواب سے میری تسلی نہ ہوئی۔ اور میں نے ۳۰ اگست کو ایک خط آپ (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کی خدمت میں لکھا۔ میں اس کے جواب سے مایوس ہی ہو چکا تھا۔ کہ آپ کا خط جو ایک نصیحت اور چند واقعات کے اظہار پر مشتمل تھا۔ ۱۶ اکتوبر کو مجھے ملا۔ یہ خط آپ کا آپ کے پرائیویٹ سکرٹری مولوی رحیم بخش صاحب کے دستخط سے تھا۔ اس خط کے پہنچنے کی اطلاع میں نے آپ کی خدمت میں بھیج دی تھی۔ اور ساتھ ہی اس میں نے ایک کمیشن مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف نے مجھے چار کتابیں

(1) The Founder Ahmadia Movement

(2) The Doctrine

(3) Prophecy

(4) The Split

بھیجیں۔ میں نے ان کو پڑھا۔ اور ان میں سے پہلی پر کچھ تنقید بھی ان کی خدمت میں بھیجی ہے۔ ان میں سے چوتھی یعنی سپلٹ کے صفحہ ۷۸ - ۷۹ میں ایک اقتباس آپ کی کتاب انوار خلافت اور حقیقۃ النبوۃ سے دیا گیا ہے۔ جو خوشی مجھے اسکو پڑھکر ہوئی ہیں اسکو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ بعینہ وہی خیالات ہیں۔ جن پر میں قرآن کریم کے بہت گہرے مطالعہ کے بعد پہنچا ہوں۔

انوار خلافت کا اقتباس یہ ہے۔

"اسی طرح یہ کہتے ہیں۔ کہ خواہ کوئی کتنا ہی زہد اور اتقا میں بڑھ جائے۔ پرہیزگاری اور تقویٰ میں کئی نبیوں سے آگے گذر جائے۔ معرفت الٰہی کتنی ہی حاصل کرے۔ لیکن خدا اس کو کبھی نبی نہیں بنائیگا۔ اور کبھی نبی نہیں بنائیگا۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا۔ میں تو کہتا ہوں۔ ہزاروں نبی ہونگے اور ایک ایسا انسان جو اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے جو حضرت یحییٰ اور یوحنا وغیرہ انبیاء کا تھا۔ وہ نبی بن سکتا ہے۔ وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق کہتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ اب بھی نبی بن سکتا ہے" صفحہ ۶۲

دوسرا اقتباس یہ ہے۔

"لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دیجائے۔ اور مجھے کہا جائے۔ کہ تم یہ کہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے کہونگا۔ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ اور ضرور آسکتے ہیں"

اپنے دلی یقین کا یہ کیسا متحدیانہ اور جرات آمیز اظہار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہر اس شخص کو جو اپنے عقیدہ کا اظہار کرتا ہے۔ ایسی ہی اخلاقی جرات عطا کرے۔

میں آپ کے اس عقیدہ کے ساتھ تو کلی طور پر متفق ہوں کہ نبی امت محمدیہ میں آسکتے ہیں۔ لیکن میں مسیح موعود کی ضرورت ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن مسیح موعود نہیں مان سکتا کیونکہ اس دعوے کی بنا حدیث ہے۔ اور کتب حدیث میں سے میں کسی کو بھی نہیں مانتا۔ صحاح ستہ جس کا میں پیرو ہوں وہ ابو صواب محمد حنیف علی رعب مرحوم کا یہ شعر ہے۔

تلاش وسعی و غم و درد و شوق و استقلال

صحاح ستہ یہ لازم ہے مجھے درس وصال

حقیقۃ النبوۃ سے حوالہ کا خلاصہ یہ ہے۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی ہے۔ جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے۔ کہ میں نبوت کے متعلق اس عقیدہ کی تردید کردوں۔ یہ کہنا کہ نبیوں کا آنا قطعی طور پر بند ہے۔ اس کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ نبی کریم صلعم نے دنیا کو اللہ تعالیٰ کے رحم سے محروم کر دیا۔ اور یہ کہ آپ کی آمد کے بعد نبوۃ کا فیضان دنیا سے بند کر دیا۔ اب سوچو کہ اس عقیدہ کے مطابق نبی کریم دنیا کیلئے رحمت ٹھہرتے ہیں۔ یا اس کے خلاف نعوذ باللہ۔ اگر اس عقیدہ کو مان لیا جائے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ نبی کریم صلعم دنیا کے لئے لعنت ہو کر آئے تھے۔ اور جو ایسا خیال کرتا ہے۔ وہ خود لعنتی اور مردود ہے۔ خلاصہ صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۸۔

میں اس میں آپ کے ساتھ کلی طور پر متفق ہوں۔ اور میری تائید میں قرآن کریم کی سورہ جمعہ کا کھلا اور صاف یہ اعلان موجود ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

آپکا مسلمان بھائی حبیب النبی خاں صولت کلکتہ

مولوی محمد علی صاحب کے ایک مضمون کا جواب

مولوی محمد علی صاحب نے غالباً اپنے جلسہ سالانہ پر اپنے ساتھیوں کے کھلنے سے دل بہلانے کے لئے اپنا مکمل جواب الجواب شائع

الفضل قادیان دارالامان - مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۲ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب الجواب کا جواب

اور اُن کے مخفی ارادوں کا ظہور

احباب کو یاد ہوگا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب پریزیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک کھلی چٹھی بنام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز شائع کی تھی جس کا نہایت مدلل اور مبنی بر واقعات صحیح جواب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۲۰ نومبر کے الفضل میں شائع ہوا تھا۔ یہ جواب جس متانت اور سنجیدگی سے لکھا گیا تھا۔ وہ اپنی نظیر آپ ہی تھا۔ دلائل کے لحاظ سے ایسے قوی اور مقنع دلائل پر مشتمل تھا۔ جو پڑھنے والے کے دل کو بشرطیکہ بغض و عناد کے حجابوں اور دشمنی اور عداوت کے کثیف پردوں اور تعصب اور ضد کی بلند دیواروں نے انصاف اور عدل کی روشنی کو اس تک پہنچنے سے روک نہ دیا ہو۔ پوری تسکین اور کامل تشفی بخشتا۔ اور اس کے دل کو اطمینان اور تسلی سے لبریز کرنے والا تھا۔ اس کو پڑھ کر کوئی ذی عقل یہ خیال نہیں کر سکتا تھا۔ کہ اس کے جواب کی اب ضرورت ہوگی۔ کیونکہ اعتراض کی ساری بنیاد الفاظ شہادت کی غلط فہمی پر تھی۔ اور جواب میں بکمال صفائی اس غلط فہمی کو دور کر دیا گیا تھا۔ اور وضاحت سے بتایا گیا تھا۔ کہ شہادت کے الفاظ وہ نہیں۔ جن پر مولوی محمد علی صاحب نے اعتراض کی عمارت کھڑی کی ہے۔ بلکہ شہادت کے الفاظ اور ہیں۔ جو قطعاً مورد اعتراض نہیں بن سکتے۔ اور اس کی تصدیق کے لئے کھول کر بتا دیا گیا تھا۔ کہ شہادت کے اصل الفاظ ادائے شہادت کے چند ہی دن بعد جب کہ اس اعتراض کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ "الفضل" میں شائع ہو گئے تھے۔ یعنی ۲۱ رجون کو شہادت ہوئی اور ۲۶ رجون کو الفضل میں شائع ہو گئی۔ یہ ثبوت ایسا زبردست تھا کہ جواب میں بناوٹ اور جھوٹے عذر تراشنے کے استعمال کی عمارت کو پاش پاش کرنے والا۔ اور مجیب کے دامن صدق اور صفا کو بالکل منزہ اور مطہر ثابت کر رہا تھا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب جن کی اس بحث کو اٹھانے میں کچھ اور ہی مخفی غرض تھی۔ اور جن کو یقین تھا۔ کہ اب میری مدت کی تمنا بر آنے اور دیرینہ آرزو کے پورا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ اپنی تمام امیدوں اور خوشیوں پر پانی پھرتا دیکھ کر بھلا کہاں صبر و اطمینان سے بیٹھ سکتے تھے۔ جواب کو پڑھتے ہی غیظ و غضب کے دیو لعین سے مغلوب و مقہور ہو کر ۱۰ دسمبر کے پیغام میں ایک لایعنی اور بے معنی جواب شائع کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے جواب کے مقابلہ میں اس جواب کی قیمت

مولوی صاحب کا یہ جواب کیا ہے۔ ایک مسخرا پن ہے۔ زبان اس کی بازاری لہجہ کا تمسخرانہ متانت اور سنجیدگی سے یہ عاری گالیوں اور طعن و تشنیع سے یہ لبریز۔ ایک ایک لفظ اس کا بتلا رہا ہے کہ لکھنے والے نے شرافت اور وقار کو قریب بھی پھٹکنے نہیں دیا۔ گویا بالفاظ دیگر یہ جواب مولوی محمد علی صاحب کے باطن کا صحیح نقشہ اور ان کے ان اخلاق کا ٹھیک فوٹو ہے۔ جو انہوں نے قادیان سے علیحدگی کے بعد حاصل کئے ہیں۔ اور روحانیت میں ترقی معکوس کی زندہ مثال ہے۔ جو انہوں نے خدا کے قائم کردہ خلیفہ کی مخالفت میں حاصل کی ہے۔ علاوہ ازیں اس جواب میں جو خاص بات پڑھنے والے کی طبیعت کو اپنی طرف کھینچنے والی ہے۔ وہ لکھنے والے کا وہ اضطراب قلبی اور پیچ و تاب اندرونی ہے۔ جو باوجود چھپانے کی کوشش کے قلم سے نکلتا چلا جا رہا ہے۔ چنانچہ کبھی تو وہ یہ لکھتا ہے کہ ان دونوں فقروں کہ "لغت میں ان الفاظ کے معنے آخری نبی کسی جگہ نہیں لکھے"۔ اور "لغت میں اس کے معنے آخری نبی کے نہیں ہیں" میں کوئی فرق نہیں۔ ان دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اور کبھی یہ کہتا ہے کہ اگر وہ (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) جج کے قلمبند کردہ الفاظ کو غلط قرار دینا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ حلف اٹھا کر یہ شائع کریں۔ کہ میں نے جج کے سامنے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ "لغت میں یہ معنی کسی جگہ نہیں لکھے"۔ بلکہ یہ کہا تھا۔ کہ "لغت میں یہ معنے نہیں ہیں"۔ اور "لکھے" کا لفظ جج نے اپنی طرف سے بڑھا لیا۔

اب کوئی اس عقلمند روشن دماغ مجیب سے پوچھے۔ کہ اگر آپ کے نزدیک "نہیں لکھے" اور "نہیں ہیں" ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔ اور ان میں کچھ بھی فرق نہیں۔ تو اس حلف دلانے کا کیا فائدہ۔ اور اگر اس حلف میں حلف آپ کی تسلی کا موجب ہو سکتی ہے تو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ آپ بھی ان دونوں عبارتوں کے مفہوم میں فرق کے قائل ہیں۔ ورنہ حلف سے تسلی کے کیا معنے؟

بہرحال یا تو مطالبہ حلف کو فضول قرار دینا پڑیگا۔ یا دونوں عبارتوں میں عدم فرق بتانا مغالطہ دہی پر محمول کرنا پڑیگا۔ اور اس قسم کا متناقض کلام وہی شخص لکھ سکتا ہے۔ جس کی طبیعت سخت اضطراب اور گھبراہٹ کا شکار ہو چکی ہو۔ اور جو حد درجہ کے پیچ و تاب میں مبتلا ہو۔ ورنہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایک شخص ہوش حواس میں ہو۔ اور پھر ایسی حرکات کرے۔

مولوی محمد علی صاحب کے مخفی ارادوں کا انکشاف

ہمارے ناظرین کرام شاید حیران ہونگے۔ کہ آخر یہ اضطراب اور گھبراہٹ کیوں ہے؟ اور اس پیچ و تاب کی کیا وجہ ؟

سو میں ان کو زیادہ دیر حیرانی میں نہ رکھنے کی خاطر عرض کرتا ہوں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی اس بحث کو چھیڑنے میں اصل غرض کسی دینی مسئلہ کو طے کرنا نہیں تھی۔ بلکہ اس مضمون پر قلم اٹھانیکا حقیقی محرک بزعم خود اس موقعہ کو پالینا تھا جس کی تلاش میں انہوں نے برسوں گذار دئے۔ اور ان کو میسر نہ آیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی ذلت کے مقابلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دخذل اعداءہ کی عزت اور اپنی ناکامیوں کے مقابل حضور کی کامیابیوں کو ملاحظہ کرکے آتش حسد میں جل کر ہر وقت اس جستجو میں رہتے ہیں۔ کہ کوئی موقع ملے۔ تو میں دنیا کی نظر میں حضور (خیبب اللہ مساعی اعدائہ) کو گرادوں اور حضور (زادہ اللہ عزاً و شرفاً) کی بڑھتی ہوئی عزت کو روک دوں۔ چنانچہ بڑی انتظار اور سالہا سال کی کوشش کے بعد اپنے خیال میں انہیں یہ موقع ہاتھ لگا۔ جس سے فائدہ اٹھانے کی انہوں نے پوری کوشش کی۔ وہ اپنے دل میں یقین کئے بیٹھے تھے کہ ادھر میرا مضمون نکلا اور ادھر حضرت خلیفۃ المسیح شید اللہ قصر الاسلام بعہدہ المبارک پر دروغ حلفی کا مقدمہ چل جائیگا۔ چنانچہ اسی لئے بار بار پیغام صلح میں جواب کے لئے زور دیا جاتا تھا کیونکہ انکو یقین تھا کہ یہ ہماری ایسی گرفت ہے۔ کہ اس سے کسی صورت میں بھی نہیں نکل سکتے۔ اور انہوں نے اپنے اس حملہ کو ایسا خطرناک سمجھا تھا۔ کہ ان کے وہم میں بھی نہ تھا۔ کہ اس سے بچ سکینگے۔ وہ اس انتظار میں تھے۔ کہ آج جواب سے جواب ملے۔ تو ہم گورنمنٹ کو دروغ حلفی کا مقدمہ چلانے کی طرف توجہ دلائیں۔ اور گودوں میں بیٹھے شیخ چلی کی طرح اسی قسم کے خیالی پلاؤ پکانے میں مگن تھے۔ کہ ہم گورنمنٹ کو یوں بھڑکائینگے۔ اور پبلک میں یوں تشہیر کرینگے۔ کہ حضور کا جواب باصواب یکایک ان کے خرمن مسرت پر بجلی کی طرح گرا اور اس کو جلاکر خاک کر دیا۔ پھر کیا تھا آناً فاناً سب کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔

اور ساری خوشیاں ہوا ہوگئیں۔ کامیابی اور خوشی کی بجائے ناکامی اور غم والم کے سیاہ اور گھنے بادل نظر آنے لگے۔ جو حسرتوں اور دکھوں کی موسلادھار بارشیں ان پر برسا رہے تھے۔ یہ وہ اضطراب اور دکھ تھا جس کو ہلکا کرنے کے لئے مولوی صاحب نے جواب کیلئے قلم اٹھایا۔ کہ مبادا یہ غم کسی خطرناک مرض کے پیدا کرنے کا موجب ہو جائے۔ کیونکہ غم اگر ظاہر نہ کیا جائے تو بسا اوقات انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

میں یہ بات بے ثبوت اور اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خود مولوی صاحب موصوف کی گھبراہٹ اور اضطراب نے جو ان کے مضمون کے ایک ایک لفظ سے ٹپک رہا ہے۔ ان کے قلم سے یہ بات نکلوا دی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"رہی یہ بات کہ جج نے بیان دوبارہ سنا کر تصدیقی دستخط نہیں کرائے۔ اس کا علم اگر سب عدالتوں کو ہو جائے۔ تو آئندہ میاں صاحب کی شہادت کے بارے میں وہ ایسے سقم کا علاج کر لیا کرینگے

لیکن سر دست جو میاں صاحب اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ صرف اسی قدر ہے کہ ان پر اس بنا پر دروغ حلفی کا مقدمہ نہیں چل سکتا۔"

یہ تھی مولوی صاحب کی اصل غرض۔ جس کے لئے ساری کوشش کی گئی تھی۔ اور جبکہ ضائع ہوتے دیکھکر مولوی صاحب اپنے غصہ کی باگ تھام نہیں سکے۔ اور بیخود ہو کر بجائے کوئی معقول بات لکھنے کے جواب میں کہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح کے جواب کو جھوٹا اور بناوٹی قرار دیکر حضور کی شان میں سخت کلامی پر اتر آئے۔ اور کہیں مریدوں کو ضمیر اور ایمان فروش بنا کر ان پر آوازے کسے ہیں۔ اور کہیں حضور کی صحبت سے مستفیض ہونے والوں پر تمسخر اڑانا شروع کر دیا۔ اور کہیں اس بات پر حسرت کی آہیں بھر رہے ہیں۔ کہ کیوں جج نے دستخط نہیں کرائے اور کہیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف مسلمانوں کو بھڑکانے کی انتہائی مگر ناکام کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس سارے غصہ اور تمام غیظ و غضب کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ مولوی صاحب کی خواہش کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح پر نعوذ باللہ دروغ حلفی کا مقدمہ کیوں نہیں چل سکا۔ اور کیوں حضور نے صحیح جواب دیکر مولوی صاحب کی تمام خیالی خوشیوں پر پانی پھیر دیا ہے۔

بیشک میرے نزدیک مولوی صاحب موصوف بہت قابل رحم اور قابل ہمدردی ہیں۔ اس لئے میں انہیں ہمدردانہ نصیحت کر دیتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب آپ کے دکھ اور غم کا صرف ایک ہی علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے اس شعر کا غور سے مطالعہ کریں۔ سنئے

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

اور سمجھیں۔ کہ جسکو خدا عزت دیتا ہے۔ اسکو بندے ہرگز نہیں گرا سکتے۔ پس آپ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی عزت کو گھٹانے میں ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھتے رہے ہیں۔ اس سے آپ سمجھ لیں کہ یہ عزت خدا کی طرف سے ملی ہے۔ اور مقابلہ سے توبہ کرکے حضور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جائیں تاکہ آپ بھی ان برکات سے حصہ لے سکیں۔ جو حضور کے شامل حال ہیں۔

مولوی صاحب کے علمی دلائل

مولوی صاحب موصوف کی کمینہ نیت اور رذیل ترین غرض سے نقاب اٹھا دینے کے بعد میں مولوی صاحب موصوف کے ان دلائل (جن کو دلائل کے نام سے موسوم کرنے کی بجائے مجموعہ بدگمانی کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔) کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اعلی اللہ شانہ کے جواب کو غلط ثابت کرنے کے لئے ۲۰ دن کی عرق ریزی سے مہیا کئے ہیں۔

خلاصہ دلائل

مولوی صاحب کے دلائل کا خلاصہ صرف اس قدر ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح جیسے راستباز انسان نے جواب دینے میں حلف دروغی کے مقدمہ سے اپنے آپ کو

بچنے کے لئے بناوٹ اور صریح جھوٹ سے کام لیا ہے۔ چنانچہ آپ بدظنی کے جن سے الہام پاکر یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں۔ کہ

(۱) "میاں صاحب نے جو کچھ عدالت میں بیان دیا تھا اس سے مخلصی کی راہ یہی سوچی۔ کہ یہ کہدیں کہ یہ لفظ میرے نہیں مگر انہیں یہ مناسب نہ تھا۔ کہ اپنے چھٹکارے کے لئے حلفی بیان کو جو بحیثیت گواہ دیا تھا۔ غلط قرار دیتے۔

(۲) اب رہ اخلاقاً اسکا انکار نہیں کرسکتے۔ رہا قانون کا ایچا پیچیوں سے کوئی فائدہ اٹھا لینا۔ سو وہ بہت قسموں کے لوگ اٹھا لیتے ہیں۔ یہ کوئی فخر کی جگہ نہیں"

مکرم مولوی صاحب گستاخی معاف ہو آپ نے اپنی فطرت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔

(۳) "مجھے یقین ہے کہ لغت کا یہ مفہوم جواب میاں صاحب بیان کرتے ہیں۔ بیان دیتے وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

(۴) "اور نہ میاں صاحب خود لغت کے یہ معنی سمجھتے تھے۔ ورنہ چالیس دن اس جواب کے بنانے میں کیوں لگتے"

(۵) "علاوہ ازیں اس غلط عذر کی بناوٹ خود اس سے ظاہر ہے"

(۶) "پھر ایک اور دلیل اسی عذر کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے"

(۷) "میاں صاحب کے وہم میں بھی بیان دیتے وقت محاورہ عرب نہ تھا"

(۸) "اور یہ توجیہ جس پر انہوں نے اسقدر فخر کیا ہے ایک گری ہوئی چال ہے۔ جس کا مرتکب ایسی پوزیشن کے آدمی سے شرم کا مقام ہے"

(۹) "کاش ایسا بناوٹی اور جھوٹا عذر پیش کرنے کی بجائے یونہی صاف لکھ دیتے۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے"

جھوٹ قرار دینے کے وجوہ پر تنقید

اب اس جواب کو جھوٹ اور بناوٹ قرار دینے کے جو وجوہ جناب مولوی صاحب موصوف نے بیان کئے ہیں۔ ان کی مضبوطی اور قوت کو ہمارے ناظرین کرام ملاحظہ فرمالیں۔ میں ان تمام وجوہ کو ایک ایک کے مع جواب عرض کردیتا ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ جواب جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ

(۱) اگر یہی جواب تھا۔ اور میاں صاحب کی یہی مراد تھی تو چالیس دن اس جواب کے بنانے میں کیوں لگے۔

مولوی صاحب اگر اس جواب میں بقول آپ کے چالیس دن کا توقف ہونے کی وجہ سے آپ اس کو جھوٹ قرار دے رہے ہیں۔ تو یہ تو بتائیں۔ کہ اس جھوٹ کو جھوٹ کہنے میں آپ کے ۳۰ دن کیوں صرف ہوگئے۔ کیا جس بات کو آدمی پڑھتے ہی جھوٹ سمجھ لے۔ اسکو جھوٹ کہدینے میں بھی کچھ وقت خرچ ہوتا ہے۔ کیا ۳۰ دن کے کامل غور و فکر کے بعد آپ کے اس جواب کو جھوٹ قرار دینے سے ہم حق بجانب نہیں ہونگے۔ اگر ہم یہ نتیجہ نکالیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح دام فیضہ کے جواب نے بم کی طرح آپ کے کیمپ میں پڑ کر آپ کے اندر وہ کھلبلی اور پراگندگی پیدا کی کہ چھبیس دن تک آپ کے حواس ہی ٹھکانے نہیں ہوئے۔ کہ اس جواب کی صحت کے متعلق کوئی شبہ کرسکیں۔ آخر بیس دن کے بعد آپ کو یا آپ کے کسی ہم خیال کو یہ سوجھی۔ کہ چلو اس جواب کو جھوٹ اور بناوٹ ہی قرار دے کر اپنا پیچھا چھڑاؤ۔ اگر مقدمہ در حبح حلفی چھوڑنے کی بیماری تمنا بر نہیں آسکی تو کم از کم اس سے ممکن ہے بعض عوام ہی مغالطہ کھا جاویں۔ حالانکہ چاہئیے یہ تھا کہ جواب کو صحیح پاکر آپ علانیہ اپنے اعتراض کو واپس لے لیتے۔ یا کم از کم خاموش ہو جاتے۔ مگر اعتراض کے واپس لینے یا خاموش رہنے میں آپ نے اپنی کسر شان سمجھی۔ حالانکہ یہی طریق تقویٰ کے مطابق تھا۔

مگر مولوی صاحب یاد رکھیں۔ آپ اپنی یہ تمنا کبھی بھی پوری ہوتے نہیں دیکھینگے۔ خدا کے فضل و کرم سے غلامان محمود آپ کے تمام مغالطوں کی قلعی کھولنے کے لئے ہر وقت تیار رہینگے۔

دیر کی وجہ

مولوی صاحب! سنئے جواب میں دیر کی وجہ جواب کا بنانا نہیں تھا۔ بلکہ اس دیر کا حقیقی و اصلی باعث آپ ہی کی ذات مبارک تھی۔

مولوی صاحب! یہ بات ہم بارہا ثابت کرچکے ہیں۔ کہ آپ حوالہ دینے میں احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ اور یہ بات چونکہ ہر ایک پر ظاہر و باہر ہو چکی ہے۔ اس لئے اگر میں صاف الفاظ میں عرض کردوں تو خلاف تہذیب نہ ہوگا۔ کہ آپ حوالوں کے دینے میں سخت کذب بیانی اور پرلے درجہ کی خیانت سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ چند مثالیں اس جگہ میں بطور نمونہ درج بھی کردیتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کرام کے سامنے آپ کے جھوٹ کی یاد تازہ ہو جائے۔

مثال اول مولوی صاحب آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشگوئی اسمہ احمد کا مصداق ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف یہ عبارت منسوب کی۔

"جبکہ آنحضرت صلعم شکم آمنہ میں تھے۔ تب فرشتہ نے ظاہر ہو کر کہا کہ اے آمنہ تو بیٹا جنے گی۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ میاں صاحب غور کیجئے۔ کس کی بنائی ہوئی بات ہے۔ مسیح موعود کی"

پہلے بھی بارہا آپ سے مطالبہ کیا جاچکا ہے اور اب بھی کیا جاتا ہے کہ بتلائیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کس کتاب میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

مثال دوم پھر آپ نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے گذشتہ بزرگوں میں سے امام ابو حنیفہ رح پر افتراء باندھتے ہوئے یہ لکھا۔

"امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ دل سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہدے تو وہ مومن ہو جاتا ہے۔ چاہے پھر اس سے شرک۔ کفر یا ظلم سرزد ہو"

مثال سوم پھر آپ نے یہ صریح جھوٹ بولا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حضرت خلیفہ اول رض کی غیر احمدی بھتیجی کا جنازہ پڑھا۔ ثبوت مانگنے پر آجتک کوئی شہادت پیش نہ کرسکے اور نہ یہ بتا سکے کہ میں نے خود دیکھا ہے۔

مثال چہارم پھر آپ نے کفر و اسلام پر بحث کرتے ہوئے مراۃ الحقیقۃ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت پیش کرتے ہیں ایسی خیانت سے کام لیا ہے کہ جس کی نظیر شاید ہی دنیا میں ملے۔ چنانچہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت یوں نقل کرتے ہیں۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرا اوپر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے۔ کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہو جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی۔ تب بھی وہ کافر ہو جائیگا۔ اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی کتاب یا اشتہار میں ایسا نہیں لکھا"

اس عبارت کو نقل کر کے آپ یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مذہب ہے۔ کہ جس شخص کو میری دعوت نہیں پہنچی وہ کافر نہیں۔ اور اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح پر نعوذ باللہ عقیدۃ الحکیم کے ساتھ متشابہ ہونے کا الزام لگاتے ہوئے یہ کہتے ہیں۔ کہ آپ کا یہی مذہب ہے۔ جیسا کہ تشحیذ میں آپ نے لکھا ہے۔ کہ جن لوگوں کو تبلیغ نہیں پہنچی چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم انکو بھی کافر ہی کہیں گے۔ گویا مولوی صاحب نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا مذہب بالکل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذہب کے خلاف ہے۔ اور اسکی ضد پڑا ہوا ہے۔ لیکن ناظرین کرام یہ جانکر حیران ہونگے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے بیان کردہ الفاظ حضرت مسیح موعود کے ہی ہیں جنکو مولوی صاحب موصوف نے صریح دہوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے ادھر تو انہیں حضور کی عبارت سے کاٹ دیا ہے۔ اور ادھر انہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ گویا وہ اس کے قائل ہیں حالانکہ مسیح موعود ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود کے الفاظ یہ ہیں۔

"اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے۔) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ الخ"

کیا حوالوں میں خیانت کرنے کی اس سے بدتر کوئی مثال ہو سکتی ہے۔

مثال پنجم آپ نے اپنے ٹریکٹ اتمام حجت صفحہ ۲ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف یہ بات منسوب کی تھی۔ کہ اگر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف وہی نبوت منسوب کرتا ہوں جو مکفرین کرتے تھے۔ تو میں بیشک غالی ہوں۔ حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ایسا نہیں لکھا تھا۔ بلکہ یہ لکھا تھا۔ کہ مخالفین شریعت والی یا مستقل نبوت حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتے رہے ہیں۔ اگر میں بھی ایسی کرتا ہوں۔ تو غالی ہوں۔ اور ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس ٹریکٹ کے جواب میں بیننے (?) ہیں۔ اسباب کے دکھلانے کا مطالبہ کیا۔ جس کا آجتک آپ اور نہ آپ کے ہم خیالوں میں سے کسی نے جواب دیا۔

مثال ششم پھر آپ نے اتمام حجت صفحہ ۳ میں بعض جعلی حلفی شہادتیں درج کیں۔ جب آپ سے ثبوت مانگا گیا۔ تو سوائے خاموشی کے آجتک کوئی جواب نہ دیا۔

مثال ہفتم پیغام میں آپ کا خطبہ چھپا۔ جس میں آپ نے ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ لوگ رسول کریم صلعم اور مسیح موعود کو ہم مرتبہ سمجھتے ہیں۔ جس کے متعلق باوجود مطالبہ کے کوئی ثبوت آپ پیش نہیں کر سکے۔

ان سابق گذشتہ حوالوں کے علاوہ اپنی تازہ کھلی چٹھی میں بھی تین جگہ حوالوں کے دینے میں آپ نے خیانت سے کام لیا ہے۔ گویا اسے بھی خیانت سے پاک نہیں رہنے دیا

اول۔ لسان العرب کے حوالہ کو نقل کرتے ہوئے جو دو مختلف قول تھے۔ یعنی ایک وخشیانی کا اور ایک ثعلب کا ان دونوں کو ملا دیا ہے اور اس سے آپ کی جو غرض ہے۔ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے انشاء اللہ اسکو ظاہر کر دینگے۔ فی الحال تو آپ کے حوالہ درج کرنے میں خیانت کا بتلانا مقصود ہے

دوم۔ آپ نے آخر میں یہ لفظ لکھکر سخت مغالطہ دینا چاہا ہے۔

"اور اسکے آگے آپ کا اسم عاقب و دیگر ان سب کے معنی آخر الانبیاء لکھے ہیں یعنی آخری نبی" اور اس سے آپ کا یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ جسقدر پہلے لفظ آچکے ہیں۔ ان سب کے معنی آخر الانبیاء کے لسان والا کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ وہاں صرف العاقب کے معنی آخر الانبیاء کئے ہیں۔

سوم۔ آپ اس کھلی چٹھی میں لکھتے ہیں۔

"اب یہ پانچ لغت کی کتابیں ہیں۔ جن میں سے لسان العرب تاج العروس اور قاموس سے بڑھ کر لغت عربی پر اور کوئی سند نہیں۔ اور ان سب میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لکھے ہیں"

آپ اگر اس بات کے لکھنے میں سچے ہیں۔ تو قاموس میں ہی مہربانی کر کے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لکھے ہوئے دکھا دیں۔

تلک عشرۃ کاملۃ

مولوی صاحب! آپ ہی انصافاً بتلائیں۔ کہ کیا یہ دس مثالیں آپ کو پایہ اعتبار سے گرانے اور آپ کے پیش کردہ حوالوں پر سے اعتماد اٹھانے کیلئے کافی نہیں۔ پس جواب لکھنے میں دیر کی وجہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنے جواب میں مفصل بیان کر دی تھی۔ اور جسکو آپ عمداً نظر انداز کر گئے ہیں۔ صرف یہی تھی۔ کہ آپ کے پیش کردہ الفاظ شہادت کی صحت پر یقین نہ ہونیکی وجہ سے عدالت سے نقل منگوانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ گو اس دفعہ آپ نے قد یصدق الکذوب کے ماتحت حوالہ صحیح درج کیا ہے اگرچہ آپ کی بدقسمتی سے وہاں بھی آپکی مطلب براری نہ ہوئی۔ اور نقل کے آنے میں دیر لگی۔ چنانچہ جب خطوط لکھنے پر بھی نہ آئی۔ تو خاص آدمی بھیجکر منگوائی گئی آخر یہ نقل جیسا کہ جواب میں واضح کر دیا گیا تھا۔ ۱۸ نومبر کو پہنچی۔ ۲۰ نومبر کو حضور نے جواب لکھنا شروع کیا۔ اور ۲۸ نومبر کو ختم کر دیا۔ گویا اصل جواب میں صرف آٹھ دن کا وقت خرچ ہوا باقی عرصہ نقل وغیرہ منگوانے میں خرچ ہوا۔ اب کیا یہ دیانت داری ہے کہ آٹھ دن کے بجائے چالیس دن بنا دئے ہیں۔

علاوہ بریں مولوی صاحب آپ تعصب سے دل کو خالی کر کے اتنا تو غور کریں۔ کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے صرف اتنا کہ دینے سے کہ شہادت میں میرے الفاظ وہ نہیں جو آپ نے نقل کئے ہیں۔ بلکہ الفاظ صحیح یہ ہیں آپکی تمام کھلی چٹھی کا جواب ہو جاتا تھا۔ کیا آپ کا کھلی چٹھی میں صرف یہی ایک مطالبہ تھا۔ یا کچھ اور بھی مطالبات تھے۔ اور کیا ان مطالبات کو پورا کرنیکے لئے بہت سی کتب کے حوالجات بیکار تھے یا نہیں اور کیا ان حوالوں کا کتب سے نکالنا بدون وقت خرچ کرنے کے ہی ہو سکتا تھا۔ پھر اسکے علاوہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح کو صرف یہی ایک کام تھا۔ کیا آپ حضور کے مشاغل کثیرہ سے ناواقف ہیں

پس ایک طرف آپ ان تمام باتوں کو مد نظر رکھیں۔ اور دوسری طرف اسباب کو بھی دیکھیں۔ کہ باوجود اسکے کہ آپکو کسی حوالہ دینے کی ضرورت تھی۔ اور نہ کسی کتاب کے مطالعہ کی حاجت تھی۔ پھر بھی آپ نے تمہید جواب کو بیس دن کے بعد شائع کیا ہے۔

پس آپ اپنی تمہید پر بیس دن صرف کرنے کو زیر نظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے توقف پر اپنے اعتراض کے وزنی ہونے کا خود ہی فیصلہ کریں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ جیسی خاص پوزیشن کا مدعی ابھی تک اسی قسم کے اوچھے اعتراضوں میں ہی الجھ رہا ہے۔

کیا یہ جواب بالقول مولوی محمد علی صاحب چند ہفتوں میں بنایا گیا

مولوی صاحب موصوف اپنی مذکورہ بالا عبارت اور

اس ضمن میں ایک دوسری عبارت میں پبلک کو یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی کہ یہ جواب بعد میں دروغ حلفی کے مقدمہ سے بچنے کے لئے سوچکر اختراع کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں "مجھے یقین ہے۔ کہ لغت کا یہ مفہوم جواب میاں صاحب بیان کرتے ہیں۔ بیان دیتے وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا"

مولوی صاحب! گو آپ سے توحسن ظنی کی توقع رکھنا ایک محال امر کی توقع کے برابر ہے۔ مگر اس لئے کہ شاید کسی اور سعید روح کو فائدہ ہو جائے۔ آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میں ہی پہلا شخص تھا جس نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو نماز ظہر کے بعد یہ اطلاع دی کہ مولوی محمد علی صاحب کی ایک کھلی چٹھی شائع ہوئی ہے جسمیں انھوں نے لکھا ہے۔ کہ حضور نے گورداسپور کی شہادت میں یہ بیان کیا ہے۔ کہ لغت میں کسی جگہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں لکھے۔ ان الفاظ کو سنتے ہی حضور نے فرمایا کہ میں نے تو شہادت میں یہ الفاظ نہیں کہے میں نے تو یہ کہا تھا کہ لغت میں خاتم النبیین کے معنے آخری نبی نہیں ہیں۔ اور اس سے میری مراد زبان تھی۔ نہ کتاب۔ معلوم ہوتا ہے کہ الفضل میں غلط چھپ گیا ہے۔ (کیونکہ اس وقت تک یہی خیال تھا۔ کہ آپ نے شہادت کے الفاظ الفضل سے نقل کئے ہونگے) چنانچہ حضور نے اسی وقت الفضل کا پرچہ لانے کے لئے حکم دیا۔ اور حضور وہیں مسجد میں بیٹھ گئے پرچہ آنے سے پہلے حضور یہی فرماتے رہے۔ کہ عربی زبان میں کوئی ایسا محاورہ نہیں ملتا۔ جس میں خاتم (ت کی زبر کے ساتھ) ان معنوں میں استعمال ہوا ہو۔ جن معنوں میں لوگ سمجھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پرچہ آیا۔ تو اسمیں وہی الفاظ نکلے جو حضور نے فرمائے تھے۔ باقی رہا یہ کہ کیوں اسی وقت یہ جواب نہ دے دیا گیا۔ سو واضح ہو۔ کہ میں تو اسی وقت آپ کے جواب کے لئے تیار تھا۔ چنانچہ میں نے اسی وقت حضور سے عرض کیا۔ کہ اس کے جواب کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ میں خود جواب لکھونگا۔ اور پھر نقل وغیرہ منگوانے میں دیر ہو جانے کی وجہ سے اتنا توقف ہو گیا۔

اگر آپ کو مزید تسلی کے لئے اس واقعہ کے متعلق شہادت بھی درکار ہوں۔ تو میں خدا کے فضل و کرم سے شہادتیں بھی پیش کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ شہادتوں کے بعد عنکبوت کی طرح کوئی اور گھر تیار کرنے کی فکر میں نہ پڑ جائیں۔

مولوی صاحب! روحانیت میں حضرت خلیفۃ المسیح کا اس وقت وہ رتبہ و مقام ہے کہ آپ جیسے بدنام کنندہ نکونامے چند کے وہم و گمان سے بھی بالاتر ہے۔ حضور کیا حضور کے ادنیٰ خادم بھی ایسی رذیل حرکتوں کی پناہ ڈھونڈنا ایمان کے خلاف سمجھتے ہیں۔

مولوی صاحب! اتنے سالوں کے تجربہ سے آپ کو بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ چالبازیوں سے خدا کی نصرتیں نہیں نازل ہوا کرتیں۔ اور میدان روحانیت میں اس قسم کے فریبوں اور کمینہ خصلتوں سے کوئی سبقت نہیں لیجا سکتا پس آپ کے اس قسم کے اعتراضوں کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہوں کہ المرء یقیس علے نفسہ

وجہ دوم

دوسری وجہ مولوی صاحب نے اس عذر کے جھوٹا اور بناوٹی ہونے کی یہ قرار دی ہے۔ کہ میاں صاحب خود ہمیشہ لغت کا لفظ بولکر لغت کی کتابیں ہی مراد لیتے رہے ہیں۔ نہ کچھ اور۔ اس کے لئے آپ نے تین نظائر پیش کئے ہیں۔

اول ڈائری ۴ر جون ۱۹۲۲ء جس میں لکھا ہے۔ "فرمایا۔ لغت والوں نے آزاد ہو کر تحقیق نہیں کی"

دوم اسی الفضل کے صفحہ ۱ میں جس میں جواب شائع ہوا ہے۔ مثال کے طور آپ نے چند مثالیں دی ہیں۔ "لغت میں ضرب الرقاب کے لفظ" لغت میں ضرب کے معنی لغت میں زبیر کا سر وغیرہ۔

سوم حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۱۶-۱۱۵ میں متعدد بار لغت کا لفظ لغت کی کتاب میں آیا ہے۔ جیسا کہ لغت میں نبی کے معنے لغت کے خلاف وغیرہ۔

کاش مولوی صاحب اس دلیل کے لکھنے سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح کی عبارت کو غور سے پڑھ لیتے۔ تو غالباً ان کو اس قدر حوالے جن کو انہوں نے تقریباً بڑے سائز کا ایک کالم سیاہ کیا ہے۔ درج کرنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔

مولوی صاحب! کیا حضرت خلیفۃ المسیح نے کہیں لفظ لغت کا لغت کی کتاب کے معنوں میں مستعمل ہونے سے انکار کیا تھا۔ جو آپ نے حوالوں کے دینے میں ناحق اس قدر مشقت اٹھائی۔ حضور نے تو صاف لکھا تھا۔ "میں نے لغت کا لفظ اس کے حقیقی معنوں میں جو سب کتب لغت میں لکھے ہیں۔ استعمال کیا تھا۔ اور میرا مطلب یہ تھا۔ کہ اہل عرب کے استعمال کے مطابق خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے نہیں ہوتے"

ہر انسان جو جلد بازی سے علیحدہ ہو کر ٹھنڈے دل سے اس عبارت کو پڑھیگا۔ اس نتیجہ پر پہونچے بغیر نہیں رہ سکیگا کہ اس عبارت کے لکھنے والے کے نزدیک حقیقی معنوں کے علاوہ لغت کا لفظ اور معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اور وہ معنی ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ کتاب کے ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ لغت یعنی زبان کا اکثر علم ان کتب کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ جو اس زبان کے معانی بیان کرنے کے لئے تصنیف کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کے بعد اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پس مولوی صاحب آپ کو اس جواب کو باطل کہنے کا تب حق حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ لفظ لغت بجز معنے کتاب اور کسی معنی میں استعمال ہی نہیں ہوتا۔ ودونہ خرط القتاد

ہاں اس جگہ آپ کا ایک عذر ہے جس کا جواب ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے لغت بمعنی زبان یا بولی ثابت کرنے کے لئے عربی لغت کی کتب کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن عدالت میں جو گفتگو ہوئی ہے وہ زبان عربی میں نہ تھی۔ بلکہ اردو زبان میں تھی۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔

"اگر جناب میاں صاحب جانتے تھے۔ کہ یہ علم ادب اور لغت کی پیچیدہ بات ہے۔ اور میں لفظ لغت کو اس کے عام مستعمل معنے میں استعمال نہیں کر رہا ہوں۔ جو عام اردو بول چال میں آتے ہیں۔ بلکہ اس کے حقیقی معنی کی رو سے استعمال کر رہا ہوں۔ جو تاج العروس

اور لسان العرب میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ بھی جانتے تھے۔ کہ جج صاحب نے اس وقت ان کے ایک ایک لفظ کو سمجھنے کے لئے تاج العروس سامنے نہیں رکھی ہوئی ہے۔" الخ

اور اس سے چند سطر بعد پھر لکھتے ہیں۔

"میاں صاحب یہاں جج کے عربی علم ادب سے ناواقف ہونے کو بطور عذر پیش کرتے ہیں۔ مگر انہیں یہ یاد نہ رہا کہ وہ جج کو عربی علم ادب کا سبق نہ پڑھا رہے تھے۔ بلکہ اردو زبان میں شہادت ادا کر رہے تھے۔ اور اردو زبان کے اس فقرہ کے معنی کہ لغت میں اس کے یہ معنی نہیں ہندو اور مسلمان سب ایک ہی سمجھتے ہیں۔"

مولوی صاحب آپ کی اس عذر کی موشگافی کرنے سے اگر کچھ ثابت ہوا ہے۔ تو صرف یہی کہ عربی زبان کے علاوہ اردو زبان میں بھی آپ حتی الوسع جیسا کہ آپ نے خود اپنی نسبت لکھا ہے۔ کم علم اور عامی آدمی ہی ہیں۔ آپ کو چاہئے تھا کہ اپنی پہلی علمی پردہ دری سے فائدہ اٹھاتے اور آئندہ اردو زبان میں دخل دینے سے قبل کافی غور و فکر کر لیا کرتے۔ تا کہ بار بار ندامت اور ذلت کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔ مگر آپ بھی مجبور ہیں۔ کیونکہ غضب و فکر دو سوتوں کی طرح ہیں۔ جن کا ایک جگہ اکٹھا رہنا قریباً محال ہے۔

مولوی صاحب آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ عربی۔ فارسی اردو تینوں زبانوں میں لفظ لغت زبان اور بولی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اور یہی اس کے مقدم اور اول معنی ہیں۔ عربی لغتوں کے حوالے تو حضرت خلیفۃ المسیح کے جواب میں آ چکے ہیں۔ فارسی اور اردو کے بھی سن لیجئے۔

فارسی زبان کی مشہور لغت غیاث اللغات میں لکھا ہے

"لغت۔ زبان قوم را گویند ہر زبانی کہ باشد" یعنی لغت قوم کی زبان کو کہتے ہیں۔ خواہ کوئی زبان ہو۔

اسی طرح اردو کی مشہور لغت کی کتاب فرہنگ آصفیہ میں اس کے چار معنے لکھے ہیں۔ جن میں سے سب سے اول یہی معنے لکھے ہیں۔

"لغت۔ کسی قوم کی زبان۔ بولی۔ بھاشا۔ وہ اصوات و کلمات جس کے وسیلہ سے آدمی اپنے مطالب و اغراض کو بیان کرے۔"

اور چوتھے نمبر پر ڈکشنری۔ کوش۔ کتاب لغت اور فرہنگ کے معنے لکھے ہیں۔

پس اب جبکہ ثابت ہو گیا کہ اردو میں بھی لغت کے اول اور مقدم معنی زبان اور بولی کے ہی ہیں۔ تو آپ کا یہ کہنا کہ اردو زبان کے لحاظ سے اس فقرہ لغت میں اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ لغت کے معنے بجز کتاب اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ کس قدر اردو زبان سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔

مولوی صاحب! اس جگہ میں ایک اور امر کی طرف آپ کی توجہ کو مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی آپ کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر نہ معلوم آپ کیوں اسے ہر دفعہ ہضم کر جاتے ہیں۔ اگر آپ یہی ایک بات کی طرف توجہ کر لیتے تو آپ کو یہ مضمون لکھنے کی تکلیف اٹھانی ہی نہ پڑتی۔ کیونکہ وہ ایسی بات ہے۔ جو آپ کے اعتراضات کی عمارت کی تمام بنیادوں کو ہلا دینے والی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مقابل ایک مولوی تھا۔ اور مولوی بھی ایسا جو ہمیشہ سلسلہ کی مخالفت میں حصہ لیتا رہتا ہے۔ اور جس پر حضور کی شہادت کا اثر پڑتا تھا۔ اگر حضور کا وہی منشا ہوتا۔ جو آپ نے سمجھا ہے۔ یا آپ لوگوں کو بتانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو کیا وہ مولوی خاموش رہ سکتا تھا۔ کیا وہ فوراً شور نہ مچا دیتا۔ کہ لغت کی کتب تو اس معنی سے بھری ہوئی ہیں۔ آپ کس طرح انکار کرتے ہیں۔ پس اس کا خاموش رہنا جہاں اس امر کی صاف دلیل ہے۔ کہ اس نے سمجھ لیا تھا۔ کہ حضور کا منشاء عربی زبان ہے نہ کہ کتب لغت۔ وہاں یہ بھی بڑے زور سے ثابت کرتا ہے۔ کہ جج کو ہی سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ اور یہ کہ آپ نے جو الزام جھوٹ اور بناوٹ کا لگایا ہے۔ وہ بالکل باطل اور بے بنیاد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس خاص امر کی طرف اپنے جواب میں آپ کو توجہ دلائی تھی۔ مگر افسوس کہ آپ نے باوجود اس کے کہ عملی طور پر اس کو اپنے اعتراض کا صحیح جواب تسلیم کر لیا تھا۔ کیونکہ آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر پھر بھی یہ کہدیا کہ اس وقت یہ مفہوم ہرگز مدنظر نہ تھا۔ کیا اس سے صاف پتہ نہیں لگتا۔ کہ آپ کو تحقیق حق مقصود نہیں۔ بلکہ اس سے آپ کی غرض لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح سے بدظن کرنا ہے۔ اور یہ آپ جیسے ایک خاص مقام پر کھڑے ہونے کا دعوے کرنے والے آدمی کے لئے نہایت گری ہوئی چال اور قابل شرم حرکت ہے۔

مولوی صاحب کی کتر و بیونت

اگرچہ وجہ دوم پر کافی بحث ہو گئی ہے۔ مگر سخت ناانصافی ہو گی۔ اگر میں مولوی صاحب کی جانکاہی اور محنت کی داد دیئے بغیر ہی اس بحث سے گذر جاؤں۔ جو انہوں نے حوالوں کے درج کرنے میں خرچ کی ہے۔ سو یاد رہے کہ جناب مولوی صاحب موصوف اپنی عادت کے موافق اس جگہ بھی حوالوں میں کتر و بیونت سے باز نہیں رہ سکے۔

پہلا دعویٰ تو مولوی صاحب نے یہ کیا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ہمیشہ لغت سے مراد کتاب ہی لیتے رہے ہیں۔ اور دلیل میں حضور کی تحریروں سے تین مواقع پیش کئے ہیں۔ اگر میں تسلیم بھی کر لوں کہ آپ کے پیش کردہ مواقع آپ کی دست برد سے بکلی پاک رہے ہیں۔ تو اس سے یہ نتیجہ کس طرح نکل آیا۔ کہ حضور ہمیشہ ہی ایسا کیا کرتے ہیں۔ کیا ایک شخص کا ایک لفظ کو اس کے مختلف معانی میں سے ایک خاص معنی میں بعض جگہوں میں استعمال کرنا اس بات کو مستلزم ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اسکو اسی معنی میں استعمال کرتا ہے۔ یا آئندہ اس کے لئے اس لفظ کو اس کے دوسرے معنی میں استعمال کرنا ممنوع ہو گیا ہے۔ علاوہ اس کے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ واقعات بھی آپ کے اس کلیہ کو غلط ٹھیرا رہے ہیں۔

افسوس آپ نے جانتے ہوئے حق پوشی سے کام لیا ہے۔ حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۱۵ پر آپ کو "لغت کھولکر دیکھو" کے الفاظ تو نظر آ گئے۔ جن میں لغت بمعنی کتاب مستعمل ہوا ہے۔ مگر اسی صفحہ پر آپ کو یہ فقرے نظر نہ آئے۔

"قرآن کریم۔ محاورہ انبیاء گذشتہ لغت عرب اور خود اپنی بیان کردہ تعریف کی رو سے آپ نبی تھے"

"بلکہ لغت عرب کی سب سے زیادہ مستند کتاب"

جن میں لغت بمعنی زبان مستعمل ہوا ہے۔

کیا ان سے صاف ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح

لغت کو صرف کتاب کے معنے میں استعمال نہیں کرتے۔ جیسا کہ آپ نے کلیہ قاعدہ کے طور پر بیان کر دیا ہے۔ بلکہ اردو محاورہ کے لحاظ سے کتاب اور زبان دونوں معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

اس کے بعد میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو مواقع آپ نے پیش کئے ہیں ان میں کس قدر کتر و بیونت سے کام لیا ہے۔

پہلا مقام آپ نے ۴ رجون ۱۹۲۲ء کی ڈائری والا بیان کیا ہے۔ مگر اس ڈائری میں سے صرف اسی فقرہ کے نقل کرنے پر اکتفا کی ہے۔ کہ

"لغت والوں نے آزاد ہو کر تحقیق نہیں کی" لیکن بعد کے فقرے جو اسجگہ لغت والوں سے مراد کی تعیین کر رہے تھے ان کو حذف کر دیا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔

"لغت والوں نے آزاد ہو کر تحقیق نہیں کی۔ جہاں آزاد ہوئے ہیں۔ خوب معنی بیان کئے ہیں۔ ورنہ قرآن کریم کے کسی لفظ کے معنی میں فوراً مفسروں کے معنوں کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ خواہ وہ غلط ہوں"

مولوی صاحب! بتلائیے کہ مفسروں کے بعد آنے والے لغت والے کون ہیں۔ آیا اہل زبان یا مصنفین کتب لغت کیا یہ الفاظ قرینہ نہیں ہیں۔ کہ اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔

دوسرا مقام آپ نے الفضل کا صفحہ ذکر کیا ہے جس کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ اسمیں آٹھ جگہ میاں صاحب نے لغت کا لفظ ذکر کیا ہے۔ اور ہر جگہ مراد لغت کی کتاب ہے۔ جیسا کہ لغت میں ضرب الرقاب وغیرہ۔

گو اردو زبان کے لحاظ سے جائز ہے۔ کہ لغت کا لفظ بولکر اس سے مراد کتاب لی جائے۔ مگر واقعات کے یہ خلاف ہے۔ کہ اس صفحہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے لغت بول کر کتاب مراد لی ہو۔ بلکہ لغت کے ساتھ کتاب کا لفظ بار بار استعمال کیا ہے۔ مگر مولوی صاحب نے قبل اور بعد کے حصہ کو کاٹ کر عبارت پیش کی ہے۔ دیکھیے حضور نے ان الفاظ سے پہلے یہ تحریر فرمایا ہے "کہ میں ان چاروں اقسام کی کتب سے یہ مطالبہ پورا کر سکتا ہوں۔ ہر ایک لغت کی کتاب سے خاتم النبیین کے معنے مہر کے ثابت ہیں۔ میں نے آج تک کوئی کتاب بھی لغت کی ایسی نہیں دیکھی۔ جس سے خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر کے ثابت نہ ہوں گے۔

مولوی صاحب آپ ایم اے ہیں۔ اتنا تو سوچیں کہ کیا لغت کی کتابوں کا کام مفردات کے معنے بتانا ہوتا ہے۔ یا جملوں کے معنے بتانا" اس تمام عبارت کے بعد جسمیں بار بار لغت کی کتاب کا لفظ آیا ہے۔ اور آخری خط کشیدہ فقرہ کی مثال کے لئے ہی فرماتے ہیں "کیا اگر آپ کو مثلاً ضرب الرقاب کے معنے معلوم کرنے ہوں۔ تو لغت میں ضرب الرقاب کے لفظ دیکھینگے۔ یا ضرب اور رقاب کے الگ الگ غالباً اگر کوئی شخص آپ کے سامنے لغت سے ضرب کے معنے اور رقاب کے معنے نکال کر رکھدے تو آپ اُسے کہینگے۔ کہ یہ لغت کی کتاب سے ثابت نہیں"

کیا قبل اور بعد کی عبارت کو ملا کر پڑھنے سے یہ بات واضح نہیں ہو جاتی۔ کہ مطلق لغت سے مراد لغت کی کتاب نہیں لی۔ بلکہ لغت کی کتاب لکھکر مراد لغت کی کتاب لی ہے۔ اور اگر کسی جگہ کتاب کا لفظ حذف کیا بھی تو محض تخفیف اور تکرار سے بچنے کے لئے کیا ہے۔ باقی تمام پیش کردہ فقروں میں بھی اسی طرح ہے۔ خوف طوالت سے میں انھیں چھوڑتا ہوں۔ ہاں یہ بتانا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ اس صفحہ میں ہر جگہ لغت بمعنی کتاب ہی استعمال کیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ یوں تو اخبار کے اسی نمبر میں متعدد بار لغت کا لفظ استعمال کر کے صرف زبان ہی مراد لی ہے۔ مگر اس صفحہ میں بھی خصوصاً ایسا کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ اس کتاب والے کا وہ اپنا خیال ہے۔ اور اس کے یہ ہرگز معنے نہیں کہ وہ معنے لغت کی سند رکھتے ہیں" اس عبارت میں لفظ لغت کے بجز زبان اور کوئی معنی لئے ہی نہیں جا سکتے۔ نہ معلوم مولوی صاحب کیوں ہر بات میں جلد بازی سے کام لیکر بار بار ندامت کے گڑھے میں گرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح حقیقۃ النبوۃ کے حوالوں میں بھی پہلی عبارت مولوی صاحب چھوڑ گئے ہیں۔ جہاں صریح کتاب تاج العروس کا نام لکھا ہے۔ اور آگے جاکر جہاں لفظ لغت لکھا ہے اس سے مقصود صرف اسی کتاب تاج العروس کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ نہ کہ لفظ لغت بمعنی کتاب استعمال کرنا۔

وجہ سوم

وجہ سوم مولوی صاحب نے اس جواب کے جھوٹا ہونے کی یہ تحریر کی۔ کہ

"علاوہ بریں اس غلط عذر کی بناوٹ خود اس سے ظاہر ہے کہ جب لفظ لغت سے مراد لغت کی کتاب نہ بلکہ محاورہ عرب ہو تو یہ نہیں کہینگے۔ کہ لغت میں فلاں لفظ کے یہ معنی نہیں۔ بلکہ یہ کہینگے کہ لغت میں یہ لفظ یوں استعمال نہیں ہوا"

اس وجہ کے متعلق تو صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین کیونکہ زبان پر ایجاد بندہ اصول اور قواعد نہیں ٹھونسے جاتے۔ بلکہ زبان کا استعمال دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے اپنے قول کی سچائی پر پہلے کوئی سند پیش کرو۔ پھر جواب لو۔ آج تک تو دنیا اس قسم کے فقرے استعمال کرتی رہی ہے۔ مگر آج مولوی صاحب نے یہ کہنا ناجائز کر دیا ہے۔ کہ فلاں زبان میں لفظ کے یہ معنے نہیں پائے جاتے۔ یا نہیں ہیں۔ یا ہرگز نہیں ہیں۔ آخر کوئی فخر تو مولوی صاحب کے لئے بھی مقدر رکھا۔ اور کسی جماعت کے امام نہیں بن سکے۔ تو زبان کے امام ہی سہی۔

وجہ چہارم

وجہ چہارم مولوی صاحب نے جواب کے بناوٹی ہونے کی یہ بیان کی "جب کوئی شخص یہ کہے کہ لغت میں فلاں لفظ کے یہ معنی نہیں اسکا مطلب ساری دنیا یہی لیا کرتی ہے۔ کہ اس زبان کی لغت کی کتابوں میں یہ معنے نہیں ہیں"

جواب۔ ساری دنیا سے مراد اگر مولوی محمد علی صاحب خود یا آپ کے چند رفقاء ہیں۔ تو مسلم اور اگر اس سے مراد عربی اردو فارسی کے جاننے والے ہیں۔ تو ...... کی بڑے زیادہ اس قول کی دقعت ہے کیونکہ جب تینوں زبانوں میں اس کے دل اور مقدم معنے زبان بولی کے ہی ہیں۔ تو کسطرح کوئی اسکے خلاف سمجھ سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی وقت کسی خیال کے غلبہ کی وجہ سے دوسری طرف ذہن منتقل

وجہ پنجم

وجہ پنجم مولوی صاحب نے اس جواب کے جھوٹا ہونے کی یہ قرار دی ہے۔ کہ

"یہ پہلی اور دلیل اس عذر کے جھوٹا ہونیکی یہ ہے۔ کہ میاں صاحب نے بار بار کہا زود نویس کی تحریر کی رو سے اور کیا جج کے قلمبند کردہ بیان کی رو سے الفاظ خاتم النبیین استعمال کئے ہیں۔ تو کیا ان کے نزدیک نزول قرآن سے پیشتر بھی عرب کے لوگ خاتم النبیین بولا کرتے تھے۔ کہ یہ کہا جاسکتا کہ الفاظ خاتم النبیین کے یہ معنی محاورہ عرب یا نہیں ہیں۔"

جواب۔ تعصب کا ستیاناس ہو۔ کہ وہ انسان کی قوت فہم و تفکر بالکل سلب کر لیتا ہے۔

مولوی صاحب! حضرت خلیفۃ المسیح کے یہ کہنے سے کہ "خاتم النبیین کے معنی لغت عرب میں آخری نبی نہیں ہیں" یہ کس طرح لازم آگیا۔ کہ حضور نزول قرآن سے پیشتر عربوں میں لفظ خاتم النبیین کا استعمال ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

مولوی صاحب! اس نفی کی جو حضور نے فرمائی ہے۔ دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ چونکہ لفظ خاتم النبیین ہی ان میں مستعمل ہی نہیں تھا۔ اس لئے اس کے معنی کیسے؟ دوسری یہ کہ چونکہ اہل زبان خاتم کو آپ کے بیان کردہ مفہوم کے اعتبار سے آخر کے معنی میں استعمال نہیں کرتے تھے۔ اس لئے ان کی لغت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ یہ دوسری صورت ہے۔ جسکے لحاظ سے حضور نے یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

پس اسکو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اعتراض کی وقعت پر غور کریں۔

وجہ ششم

وجہ ششم مولوی صاحب نے جواب کے غلط ہونیکی یہ لکھی ہے کہ اگر میاں صاحب جانتے تھے کہ جج صاحب غلطی کھا سکتے ہیں تو وہ خود کیوں بیان سنائے جانے کی درخواست کرتے۔

جواب۔ لیجئے اور یہ وہ اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ مولوی صاحب کیا حضرت خلیفۃ المسیح علم غیب جاننے والے اور مافی الصدور کو جاننے والے تھے۔ کہ انہوں نے پتہ لگا لیا کہ جج کو غلطی لگ گئی ہے۔

مولوی صاحب کچھ تو سوچ سمجھ کر اعتراض کیا کریں۔

وجہ ہفتم

"وجہ ہفتم جو جواب کے غلط ہونیکی بتائی ہے وہ یہ ہے کہ محض اپنے مرید کا قلمبند کردہ بیان شایع کر دینا کافی نہیں۔ کیونکہ اگر جج غلطی کر سکتا ہے۔ تو وہ بھی کر سکتا ہے۔"

جواب۔ بیشک آپ کو اس قسم کے عذرات کرنے کی گنجائش ہوتی۔ اگر مرید کا قلمبند کردہ بیان آپ کے اعتراض کے شایع ہونے سے مدت پہلے اور شہادت کے چند دن بعد ہی شایع نہ ہو چکا ہوتا۔ مگر اب اس قسم کے شکوک . . . . . . اور اختلافات کا پیدا کرنا کسی عقلمند کے نزدیک نیک نیتی پر مبنی نہیں سمجھا جا سکتا۔

مولوی صاحب! ایک بات تو آپ بھی بتادیں۔ کہ اگر آپ ان دونوں فقروں یعنی الفضل کے شایع کردہ اور جج کے قلمبند کردہ فقروں کا ایک ہی مفہوم سمجھتے تھے اور آپ کے نزدیک ساری دنیا حضرت خلیفۃ المسیح کے فقرہ سے لغت کی کتاب ہی سمجھ سکتی تھی۔ تو آپ نے الفضل میں شہادت کے شائع ہوتے ہی اپنے اعتراضات کیوں شایع نہ کر دیئے اور کیوں تقریباً چار ماہ تک عدالت کے قلمبند کردہ الفاظ کی انتظار میں گورداسپور کی طرف ٹکٹکی باندھے خاموش بیٹھے رہے۔ آپ کا الفضل کے بیان کو چھوڑنا اور عدالت والے بیان کو مورد اعتراض بنانا کیا اس امر کی کھلی اور بین دلیل نہیں کہ آپ بھی ان دونوں فقروں میں فرق سمجھتے تھے۔ اور اب انکار محض ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر کر رہے ہیں جو آپ جیسے پوزیشن کے مدعی کے لئے سخت قابل شرم بات ہے ورنہ اسکی کوئی معقول وجہ بتائیں۔

وجہ ہشتم

وجہ ہشتم جواب کے نادرست ہونیکی یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ جج کا قلمبند کردہ بیان صحیح ہے اور زود نویس کا غلط . . . . . . ثبوت اس کا یہ ہے۔ کہ جج نے میاں صاحب کے پورے الفاظ لکھ لئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ سالم فقرے لکھے ہیں۔ جنکو زود نویس بالکل چھوڑ گیا ہے۔ زود نویس کی تحریر میں نہ اس جگہ اور نہ کسی اور موقعہ پر وہ دونوں فقرے پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ اور بہت سے غیر ضروری باتیں زود نویس نے لکھی ہیں۔ جو اخبار الفضل میں چھپا ہوا ہے

جواب۔ مولوی صاحب بطب و یابس سے آپکی کیا مراد ہے کیا شہادت سے زائد اسمیں درج کر دیا گیا ہے۔ اگر آپ کی یہ مراد ہے۔ تو ثبوت دیجئے۔ ورنہ ایسے الفاظ جو محض انکے قلمبند کردہ بیان کی وقعت گرانے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں زبان پر لاتے ہوئے خشیۃ اللہ سے کام لیجئے۔

مولوی صاحب! افسوس۔ آپ نے اس جگہ بھی جلد بازی سے ہی کام لیا۔ اگر آپ غور سے الفضل میں شایع شدہ بیان کو پڑھتے۔ تو آپ کو ضرور زود نویس کے بیان میں یہ مضمون مل جاتا۔ باقی رہا الفاظ کا ملنا تو یہ تو سارے بیان میں مشکل ہے۔ کیونکہ زود نویس نے تو اصل الفاظ کو قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور جج صاحب نے اپنے الفاظ میں خلاصہ لکھا ہے۔ جیسا کہ خود صاحب کے لفظ لکھنے سے واضح ہوتا ہے اسیطرح شروع شہادت میں جج صاحب نے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"میں مرزا صاحب کا جانشین ہوں۔ ہمارے فرقہ کے اب دو سکول ہو گئے ہیں۔ ہم سے جو علیحدہ سکول ہے" الخ حالانکہ سکول کی بجائے دو فریق کا لفظ تھا۔ جو زود نویس نے صحیح لکھا تھا۔ اور قیاس بھی اسی کی صحت کا مقتضی ہے

اب میں ذیل میں الفضل سے عبارت نقل کر دیتا ہوں جس میں آپ کے پیشکردہ فقروں کا مفہوم موجود ہے۔

"بعض لوگ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کرتے ہیں مگر لغت میں اسکے معنی آخری نبی کے نہیں ہیں۔ غیر احمدی سارے کافر نہیں کیونکہ اکثر کا میں نے مقابلہ نہیں کیا۔ میں نے غیر احمدیوں کی مردم شماری نہیں کی۔ ہاں اس بارے میں بعض کتابیں پڑھی ہیں" اب دیکھئے کہ یہ آخری فقرہ کیا اسی مضمون کو ادا کر رہا ہے یا نہیں۔

وجہ نہم

وجہ نہم یہ ہے۔ کہ الزام میاں صاحب پر قائم ہے۔ کیونکہ میں نے حوالہ درست نقل کیا ہے۔

جواب۔ مولوی صاحب آپ کے حوالہ درست نقل کرنے سے یہ کسطرح ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے عدالت میں کہا بھی یہی تھا۔ جب حضور اس کا انکار کر رہے ہیں۔ تو الزام حضور پر کسطرح قائم رہا۔ ایسی نرالی منطق اور ایسا انوکھا استدلال شاید ہی کسی کے منہ سے دنیا نے سنا ہوگا۔ اور منطق میں ایزادی کرنے کا فخر بھی جناب مولوی محمد علی صاحب

گئے لئے ہی منظور تھا۔ مولوی صاحب اس سے تو صرف اتنا ثابت ہوا۔ کہ آپ نے اس دفعہ حوالہ نقل کرنے میں خیانت نہیں کی۔ نہ یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح پر الزام قائم ہے۔

وجہ ہشتم

اگر میاں صاحب جج کے قلمبند کردہ بیان کو غلط قرار دینا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ حلف اٹھا کر یہ شائع کریں۔ کہ میں نے جج کے سامنے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ لغت میں یہ معنی کسی جگہ نہیں لکھے۔" بلکہ یہ کہا تھا کہ لغت میں یہ معنے نہیں ہیں۔"

مولوی صاحب اس سے پہلے بھی ایک معاملہ میں آپ کی طرف سے حلف کا مطالبہ ہو چکا ہے۔ جو جواب میں نے اس وقت دیا تھا وہی اس وقت دیتا ہوں۔ کہ ہم تو ہمیشہ چاہتے ہیں کہ تمام جھگڑوں کا فیصلہ حلف کے ذریعہ ہو جائے۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح اس میں بھی اور تمام دیگر امور میں بھی جن میں آپ حلف لینی چاہیں۔ حلف اٹھانے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ بھی بالمقابل ان تمام امور میں حلف اٹھانے کا عہد کریں۔ جن میں حضرت خلیفۃ المسیح آپکو حلف دینا چاہیں۔ پس اب آئیے اور تمام جھگڑوں کا فیصلہ کر لیجئے۔

مولوی محمد علی صاحب کے چند اعتراضات اور [illegible]

مولوی صاحب موصوف نے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح کے جواب کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اپنا سارا زور خرچ کیا ہے۔ وہاں انہوں نے اپنی تمام تنقید کی طاقت کو صرف کر کے لغت اور محاورہ عرب وغیرہ کے ہیڈنگ کے نیچے چند اور جرحیں قائم کی ہیں۔ گویا کہ مولوی صاحب نے اپنی ایل۔ ایل۔ بی کی سند سے اگر کبھی فائدہ اٹھایا ہے۔ تو آج ہی اٹھایا ہے۔

ان جرحوں کا جواب دینے سے پہلے میں اس بات کو واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کی ان تمام جرحوں کا خلاصہ اور مدعا اور مقصد صرف اتنا ہی ہے۔ کہ لوگوں کے دلوں میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق یہ بدظنی پیدا کرائیں کہ حضور نے لغت سے بالکل انکار کر دیا ہے۔ اور اس کو پایہ اعتبار سے گرا دیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس مقام پر مولوی صاحب موصوف کو کسی قسم کی غلطی نہیں لگی۔ بلکہ وہ عمداً مغالطہ دہی جیسے قبیح جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

مولوی صاحب! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ دنیا میں سب بیوقوف ہی آباد ہیں۔ یا بقول آپ کے تمام آپ جیسے کم علم اور عامی آدمی ہی ہیں۔ جو آپ کی ہر بات پر بغیر غور و فکر کئے ہی آمنا و صدقنا کہہ دینگے۔

آپ اگر یہ لکھ دیں "یہ تو صحیح ہے کہ اہل لغت سے بھی غلطی ہو سکتی ہے" تو نہ لغت والوں پر کوئی حرف آئے اور نہ لغت کے پایۂ اعتبار میں کوئی فرق آئے۔ اور نہ اسلام کی جڑ پر کوئی تبر رکھا جائے۔ اور اگر حضرت خلیفۃ المسیح یہ لفظ کہہ دیں تو یہ سب باتیں وقوع میں آجائیں۔

مولوی صاحب یاد رکھیں کہ لغت والے آپ کی طرح معصوم عن الخطاء ہونے کا خیال نہ رکھتے تھے۔ اور نہ آج تک کسی مسلمان نے انہیں معصوم عن الخطاء مانا ہے۔ ان سے غلطی کا وقوع صرف امکان کی حد تک ہی نہیں۔ بلکہ ادباء نے ان کی غلطیاں نکالی ہیں۔ مگر جہاں لا تقف ما لیس لک بہ علم کی آیت کو پس پشت ڈالا جا رہا ہو۔ وہاں کیا کیا جائے۔

مولوی صاحب کتنی سیدھی بات ہے۔ کہ خاتم کے ایک معنے مہر کے تمام لغت والے لکھتے ہیں۔ اور دوسرے معنی آخر کے۔ اس معنے کے لحاظ سے لکھتے ہیں۔ جو آپ کے زعم میں ہیں۔ معنی اول کی تو لغت عرب میں بیشمار سندیں ملتی ہیں۔ اس لئے ہمارا حق ہے۔ کہ ہم خاتم النبیین کے معنی کرتے وقت اس معنی کو چسپاں کریں۔ برخلاف اس کے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ دوسرے معنے کے لئے ایک بھی سند نہیں۔ اگر ہے تو آپ زبان عرب سے پیش کریں۔ ورنہ آپ کا یا مصنفین لغت میں سے کسی کا آیت متنازعہ فیہا میں بغیر سند ہی ان معنوں کو چسپاں کرنا محض تحکم متصور ہو گا۔

پس یہ مختصر سا مطالبہ تھا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا جسکو پورا کرنے کی بجائے آپ تمسخر اور اپنے جیسے عامی لوگوں کے جذبات کو ابھارنے میں مصروف ہو گئے۔ مولوی صاحب آپ نے یہ لکھ کر کہ "مصنفین لغت کی طرف اگر ہم کسی غلطی کو منسوب کر سکتے ہیں۔ تو اسی صورت میں کہ ایک سند سے بڑھکر دوسری محققانہ سند پیش کریں" خود تسلیم کر لیا ہے۔ کہ خاتم کے معنی آخر کے جو انہوں نے لکھے ہیں۔ وہ درست نہیں۔ کیونکہ انہوں نے سرے سے اس کی کوئی سند ہی پیش نہیں کی۔ جب ان کی پیش کردہ سند بھی رد ہو سکتی ہے۔ تو بلا سند قول بھلا کس عقلمند کے نزدیک قابل قبول ہو سکتا ہے۔

مولوی صاحب کی ایک خاص [illegible]

مولوی صاحب موصوف نے اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے اس قول پر کہ بعض اوقات کسی لفظ کے معنے بیان کرنے میں لغت والوں کے عقیدہ کا بھی دخل ہو جاتا ہے۔ شور و غوغا کیا تھا آسمان سر پر اٹھاتے ہوئے بڑا ہی پر زور عالمانہ اعتراض کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی تمام علمی قابلیت کو خرچ کر دیا ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ اعتراض بھی دیگر پہلے اعتراضوں کی طرح قلت تدبر اور جلد بازی کا ہی نتیجہ ہے۔ خیر وہ اعتراض یہ ہے۔

"پھر اگر میاں صاحب کو کسی مخالف اسلام کو جواب دینے کی ضرورت پیش آئیگی۔ تو اس وقت معلوم نہیں وہ کیا رنگ بدلینگے۔ اگر کوئی شخص سکر یا استغفار یا استہزاء یا خدع یا خلق وغیرہ کے معنی لغت سے اس کے خلاف دکھائے۔ جو ایک مخالف کے ذہن میں نہیں۔ تو کیا اس مخالف کو میاں صاحب کی طرح یہ کہنے کا حق تو نہ ہو گا۔ کہ ان لغت نویسوں نے اپنے عقائد سے متاثر ہو کر کچھ کے کچھ معنے لکھ دئے ہیں۔

جناب میاں صاحب نے محض اپنی بات کی

کے لئے تمام مسلمان محققین کی تحقیقات کو ایک بچوں کا کھیل بنا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون "

مولوی صاحب اس اعتراض کو لکھتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے غور و فکر کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ کیا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اپنے اس قول کو بے دلیل لکھا تھا۔ کیا حضور نے اس کے ثبوت کے لئے نظیر کے طور پر لفظ توفّی اور کلیہ کو پیش نہیں کیا تھا۔ پھر کیا آپ نے اپنی اس وہمی بات کے پیش کرنے سے پہلے ان نظیروں کو توڑا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیغامی انجمن کے پریذیڈنٹ کا طریق ہی یہ ہے۔ کہ یقینی بات کو چھوڑ کر وہمی باتوں کے پیچھے پڑ جایا کرتے ہیں۔

مولوی صاحب خدا آپ کو اس مرض سے بچائے آپ گھبرائیں نہیں۔ کوئی مخالف بھی ایسا کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اگر کریگا۔ تو منہ کی کھائیگا۔ کیونکہ ان تمام معانی کی سندیں زبان میں موجود ہیں۔ کوئی معنے بغیر سند نہیں کئے جاتے۔

مولوی صاحب کا ایک سوال

مولوی صاحب ہم سے ایک بات یہ بھی پوچھتے ہیں "فرض کرو کہ لغت سے مراد میاں صاحب کی محاورہ عرب ہی تھا۔ تو گویا انہوں نے یہ بیان دیا کہ محاورہ عرب میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں۔ بلکہ کچھ اور ہیں تو اب محاورہ عرب کو کہاں سے تلاش کیا جائیگا۔ آیا کتب لغت سے یا کہیں اور سے"

اول تو اس کا جواب یہی ہے۔ کہ یہ وہیں سے تلاش کیا جائیگا جہاں سے توفّی کے معنے صرف قبض روح اور اماتت کے تلاش کئے جاتے ہیں۔ جبکہ اس کا فاعل اللہ تعالیٰ اور مفعول ذی روح ہو۔

دوم آپ کے اعتراض کا منشاء یہ ثابت کرنا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح خواہ کتنا ہی لغت کی کتابوں کو پایہ اعتبار سے گرائیں آخر ان کو ہر حالت میں کتب لغت کی طرف ہی رجوع کرنا پڑیگا۔

مولوی صاحب آپ نے سوچا نہیں۔ آپ کا یہ اعتراض تو صرف اس صورت میں پڑ سکتا ہے۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح یہ کہتے کہ لغت کا "قطعی" اعتبار نہ کرو۔ حضور تو صرف یہ فرما رہے ہیں۔ کہ لغت والوں کے اس معنی کو جن میں ان کے عقیدہ کا دخل ہو اور پھر اس پر انہوں نے کوئی سند بھی زبان کی نہ دی ہو۔ بدون تحقیقات مت مانو اور تحقیقات زبان سے ہو سکتی ہے۔ پس حضور کا خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مہر کرنے کے لئے کتب لغت کو پیش کرنا آپ کے قول کے منافی نہیں ہو سکتا کیونکہ مہر کے معنے میں سندیں موجود ہیں۔

لغت کا علم کہاں سے ہوتا ہے

مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ فقرہ "اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لغت عرب کا بہت سا علم ہمیں کتب لغت کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے" لکھکر پوچھتے ہیں۔ کہ بہت سا علم کتب لغت سے ملتا ہے تو تھوڑا سا کہاں سے ملتا ہے۔

جواب مولوی صاحب آپ کس قدر کچی باتیں کرتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک لغت والوں نے تمام زبان کا احاطہ کر لیا ہے۔ مولوی صاحب جب تک تاج العروس تصنیف نہیں ہوئی تھی اسوقت تک لسان العرب کو ہی مکمل سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ تاج کا مصنف پیدا ہوا۔ اور اس نے محنت کر کے اس میں زیادتی کی۔ اب تاج کے بعد کسی نے محنت کی تکلیف برداشت نہیں کی۔ ورنہ اس میں بھی زیادتی ہو سکتی ہے زبان موجود ہے۔ اس کے محاورات موجود۔ اس سے سب پتہ لگ سکتا ہے۔ چنانچہ عرب کے محاورات کی بناء پر کتب لغت کی بھی غلطیاں نکالی گئی ہیں۔

مولوی صاحب کا تمسخر

اس کے بعد مولوی صاحب نے تمسخر اڑایا ہے۔ کہ وہ علم لغت جو نہ صاحب لسان کو حاصل ہوا نہ صاحب تاج کو نہ صاحب قاموس کو نہ صاحب صحاح کو وہ ہمارے میاں صاحب کے دماغ میں موجود ہے۔

جواب اس قسم کی تمسخرانہ باتیں درحقیقت دلیل ہوا کرتی ہیں۔ اس امر پر کہ جواب دینے والا جواب سے بکلی عاجز آ گیا ہے۔

مولوی صاحب اگر ہمت تھی تو اس غلطی کو درست ثابت کر کے دکھاتے جو حضور نے لغت والوں کی پکڑی ہے۔ کیا آپ کے اس تمسخر سے وہ غلط معنی اب صحیح بن جائینگے آپ نے لغت والوں کی حمایت میں جوش تو بہت دکھلایا مگر ان کی غلطی کے سامنے آپ بھی عاجز ہو کر چاروں شانے چت گر پڑے۔

مولوی صاحب کا عقدہ لاینحل

مولوی صاحب نے "اہل لغت اور مفسرین" کے ہیڈنگ کے نیچے ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔

مولوی صاحب نے اس ہیڈنگ کے نیچے دو باتیں لکھی ہیں

(۱) میاں صاحب نے محاورہ عرب پر سند گو کتب لغت کو تو نہیں مانا مگر مفسرین کو مانا ہے۔ چنانچہ انہوں نے خاتم کے معنے آخری نہ ہونیکا ثبوت دینے کے لئے تین تفسیروں کو پیش کیا ہے۔

(۲) میاں صاحب ایک طرف تو کہتے ہیں۔ کہ لغت والوں نے آزاد ہو کر تحقیق نہیں کی۔ بلکہ مفسروں کے غلط معنوں کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ اور اب ثبوت میں مفسرین کے اقوال پیش کر دیئے ہیں۔ گویا عبارت یوں ہوئی کہ لغت والوں کا تو اس لئے اعتبار نہ کرو کہ وہ مفسرین کے پیچھے لگ جاتے ہیں لیکن مفسرین کا اعتبار کر لیا کرو۔

اس بات کو مولوی صاحب نے عقدہ لاینحل قرار دیا ہے۔

جواب مولوی صاحب اگر آپ بغض اور عناد کی چادر کو اتار کر تھوڑی دیر کے لئے غور و فکر کا لباس پہن لیتے تو یہ عقدہ آپ کو فوراً حل ہو جاتا۔

مولوی صاحب! اب بھی آپ گذشتہ تصورات اور آئندہ احتیاط پر عمل کرتے ہوئے غور و تدبر کی مشعل ہاتھ میں لیکر میرے ساتھ ساتھ چلئے تو بہت جلد آپ کو یہ عقدہ لاینحل انشاء اللہ حل شدہ نظر آنے لگ پڑیگا۔

مولوی صاحب میں اس جگہ ایک اصل کی طرف رہنمائی کر دیتا ہوں جو آپ کے تمام مغالطوں کے حل کے لئے آپکا ممد ہوگا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نہ کتب لغت کو سند ماننے سے روکتے ہیں اور نہ کتب تفسیر کو بلکہ عربی الفاظ کے معانی میں ہم تو ہر ایک کتاب کو خواہ وہ تفسیر کی ہو۔ خواہ لغت کی سند ماننے

کے معنے تیار ہیں۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ وہ اہل زبان کی سند دیں۔ خصوصاً اس لفظ کے معنی میں جس کے ساتھ ان کے کسی عقیدہ کا تعلق ہو۔ اب اس اصل کی روشنی میں آپ اپنے اعتراض کے حصہ اول کو دیکھیں۔ کہ کیا وہ حضرت خلیفۃ المسیح پر پڑ سکتا ہے۔ حضور نے اگر مفسرین کے معنے لئے ہیں۔ تو وہ معنے لئے ہیں۔ جن کے ساتھ اہل زبان کی ایک چھوڑ بیسیوں سندیں موجود ہیں۔ اور لغت والوں کے معنے کو چھوڑا ہے۔ تو اس لئے کہ زبان اسکا ساتھ نہیں دیتی۔ مولوی صاحب! کیا کسی شخص کو نشانہ اعتراض بنانے کے لئے یہ بھی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ اس نے صحیح اور حق بات کو اس لئے کیوں قبول کر لیا کہ وہ مفسرین کے منہ سے نکلی ہے۔ یا اس کو ہدف طعن بنانے کے لئے یہ بھی کوئی دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ اس نے مفسرین کو لغت والوں پر اس لئے کیوں ترجیح دی۔ کہ مفسرین کی بات لغت والوں کے مقابلہ میں مدلل اور مؤید بسند ہے۔ خدارا کچھ تو انصاف سے کام لیا کریں * رہا آپکے اعتراض کا دوسرا حصہ ہو اسکے متعلق میں جناب کو حضرت خلیفۃ المسیح کی عبارت کی طرف ہی توجہ دلاتا ہوں۔ وہاں صاف یہ الفاظ ہیں جنہیں خدا جانے آپ کیوں نظر انداز کر گئے ہیں "اس ڈائری سے معلوم ہوتا ہے کہ میرا خیال ہے کہ کتب لغت کا ہر ایک بیان لغت کے مطابق نہیں ہے۔ خصوصاً قرآن کریم کے الفاظ کے بیان کرنے کے وقت وہ آزاد ہو کر تحقیق نہیں کرتے۔ اور مفسرین جو معنے تاویلاً کسی لفظ کے بیان کر دیتے ہیں۔ وہ انہیں لغت کے معنے قرار دیکر اپنی کتب میں درج کر دیتے ہیں" اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ لغت والوں کا مفسرین کے پیچھے لگنے سے حضور کی صرف یہ مراد ہے۔ کہ وہ مفسرین کے تاویلی معنے لیکر ان کو اپنی کتب میں درج کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے خاتم میں کیا ہے مفسرین نے خاتم کے اصلی معنی مہر کے لکھے تھے اور تاویلی معنی آخر لکھے تھے۔ لیکن لغت والوں نے اصلی معنی کو بالکل ترک کر دیا اور ان کے تاویلی معنی کے پیچھے لگ کر ان کو اسطرح لکھ دیا گویا وہ زبان کے اصلی معنی ہیں۔ اور یہ بات مفسرین کے ان اقوال سے بخوبی واضح ہو رہی ہے جنکو حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے جواب میں پیش کیا ہے۔ پس مفسرین کا خاتم النبیین میں لفظ خاتم کے اصلی معنے مہر کے ہی کرنا جہاں اس بات کی زبردست دلیل ہے۔ کہ اس لفظ کے معنی عربی زبان میں آخر کے ہرگز نہیں (کیونکہ اگر ہوتے تو انکو تاویل کی کیا ضرورت تھی۔ براہ راست وہی معنے کر دیتے) وہاں اس امر کا بھی بین ثبوت ہے۔ کہ حضور نے مصنفین کتب لغت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ پس حضور کے کلام میں تناقض کا خیال بالکل دور از حقیقت خیال ہے۔ کیونکہ حضور کا یہ فرمانا کہ "لغت والوں کی نہ مانو" تو اس جہت سے ہے کہ وہ مفسرین کے تاویلی معنی کو اصلی معنی قرار دے لیتے ہیں۔ اور "مفسرین کی مانو" اس جہت سے ہے کہ انہوں نے لفظ کے اصلی معنے بیان کئے ہیں۔ جن کے ساتھ زبان کی بے شمار سندیں ہیں اور تناقض کے اثبات کیلئے جہات کا ایک ہونا ضروری ہے۔ جو یہاں بالکل مفقود ہے۔ اب صرف یہ سوال باقی رہا یہ کہ صرف تین مفسروں کو ہی کیوں پیش کیا ہے۔ سو یاد رہے کہ صرف تین مفسر ہی اس طرف نہیں گئے۔ بلکہ تقریباً تمام بڑے مفسروں نے یہ طریق اختیار کیا ہے۔ کہ وہ معنی مہر کے کرتے ہیں۔ اور پھر اس کی تاویل آخر کی سے کرتے ہیں۔ ان تین کو پیش کرنا بطور مثال تھا۔ اور نیز اس لئے کہ یہ وہ مفسر ہیں جو علاوہ علم تفسیر کے لغت میں بھی ماہر سمجھے جاتے ہیں * امید ہے اب یہ عقدہ آپکا حل ہو جائیگا۔

کتب لغت کو چھوڑ کر اہل لغت سے کیوں استناد کیا

مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ جناب میاں صاحب نے ان تین آدمیوں کی تعریف میں جن کے اقوال پیش کئے ہیں یہ لکھا ہے کہ وہ لغت کے ماہر تھے۔ اور ایک ان میں سے لغت کی ایک کتاب کا مصنف بھی ہے۔ پھر مولوی صاحب اعتراض کرتے ہیں کہ لغت نویسوں سے تو سند پکڑنے سے منع کیا تھا پھر اب ان سے کیوں سند پکڑی۔

مولوی صاحب! آپ ہمیشہ جلد بازی سے کام نہ

جواب لیا کریں کبھی تو قائل کے حقیقی منشاء کو سمجھنے کی بھی کوشش کیا کریں * مولوی صاحب اول تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے کہاں یہ لکھا ہے۔ کہ کسی لغت والے کے کلام کو بطور سند پیش نہ کرو۔ جواب تو آپکی کھلی چٹھی کا دیا جا رہا تھا۔ اور اسمیں آپ نے جن لغتوں کا حوالہ دیا تھا ان کے متعلق حضور نے لکھا کہ انہوں نے اگر یہ معنی کئے ہیں۔ تو مفسرین کے تاویلی معنے لیکر کئے ہیں۔ اس لئے ان کا یہ کلام حجت نہیں ہو سکتا۔ اور وجہ یہ بتائی کہ جن لغت کے ماہرین نے زبان اور اس کے استعمال کو مدنظر رکھتے ہوئے تحقیق کی ہے۔ انہوں نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنے مہر کے ہی کئے ہیں۔ دوم یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے کتب لغت کے ان معنوں کو جو بے سند ہوں۔ اور ان میں عقیدہ کا دخل ہو۔ بغیر تحقیق ماننے سے منع کیا ہے۔ نہ لغت نویسوں کے ان معنوں کو جو اپنے ساتھ اہل زبان کی سند رکھتے ہیں۔ پس حضور نے جو اس مقام میں تین اہل زبان کے بیان کردہ معنوں کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ یہ وہ معنے ہیں جو مؤید بسند ہیں۔ نہ کہ خالی از سند جن کی بنیاد محض اپنے عقیدہ پر ہو۔

تینوں مفسروں کا عقیدہ

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ کیا ان تینوں مفسروں کا جن کے آپ نے اقوال پیش کئے ہیں۔ دیگر لغت والوں کی طرح یہ عقیدہ نہ تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں پس جبکہ ان کا بھی یہ عقیدہ تھا۔ تو پھر ان کے عقیدہ کا اثر خاتم النبیین کے معنی پر کیوں نہیں پڑا۔ اپنے عقیدہ کی وجہ سے وہ بھی ضرور خاتم النبیین کے معنے آخری نبی ہی کرتے ہونگے۔

مولوی صاحب! آپ نے شکی عبارت کیوں لکھدی۔

جواب تفسیر الکشاف دیکھ لیجئے کہ وہ کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ یہ اعتراض آپکا تب درست ہو سکتا تھا۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح یہ فرماتے۔ کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ وہ ضرور خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہی کرتا ہے۔

مگر مولوی صاحب میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ اس اعتراض سے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں یہ اعتراض تو ہماری تائید ہی کرتا ہے یہ صحیح ہے۔ کہ ان لوگوں کا یہی عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلعم آخری نبی ہیں۔ باوجود اس کے انہوں نے لغت میں تصرف کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ جو معنے عربی زبان میں خاتم کے تھے وہی انہوں نے درج کئے۔ گو اپنے عقیدہ کے ماتحت اسکی تاویل کر لی اور یہ بعینہ اسی طرح ہے جس طرح مفسرین میں سے بعضوں نے لغت کی اتباع کو مدنظر رکھتے ہوئے توفی کے معنی حضرت عیسیٰ کے حق میں بھی موت کے ہی کئے مگر اپنے عقیدہ کی وجہ سے آیت میں تاویلیں کر کے انکی حیات کے بھی قائل رہے۔ اس سے آپ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ کس طرح انسان عقیدہ کا اثر لفظ کے معنے کرتے وقت بعض

پس یہ تو ایک زبردست ثبوت ہے اس امر کا کہ عربی زبان میں خاتم کے معنے ہرگز آخر کے نہیں ہیں۔ ورنہ باوجود عقیدہ کے وہ کیوں تاویل سے کام لیتے

لغت میں مرکبات کی تلاش

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے مولوی صاحب کو یہ بات سمجھائی تھی۔ کہ لغت والوں کا کام مفردات کے معنی بتانا ہوتا ہے ان معانی میں سے کسی ایک معنی کو کسی خاص مقام میں چسپاں کرتے ہیں وہ حجت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ انکی رائے ہوگی اور رائے کسی شخص کی حجت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس بات میں ہم اور وہ برابر ہیں چنانچہ آپ نے خود بھی رازی اہل اور بمنزلہ میں اپنے مسلمہ لغت کے پاک محققین کی رائے کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ ان کے خلاف معنی کئے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے آیت قرآنی کو بکر چیونٹی کے معنی کئے تھے۔ اور یہ لفظ خاتم النبیین مفرد لفظ نہیں بلکہ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ اس لئے لغت میں اس لفظ کا تلاش کرنا ہی غلطی ہے۔ آپ اگر صحیح معنے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ تو لفظ خاتم کے معنی الگ دیکھیں۔ اور لفظ النبی کے معنی الگ دیکھیں۔ پھر آپ پر حقیقت آشکارا ہو جائیگی۔

اس پر مولوی صاحب اعتراض کرتے ہیں۔ کہ آپ نے بھی تو اپنی شہادت میں لفظ لغت کا استعمال کیا ہے۔ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص تمام رات زلیخا پڑھتا رہا اور صبح کو اٹھکر دریافت کرتا ہے۔ کہ زلیخا عورت تھی یا مرد۔ یہی حال ہمارے مولوی صاحب کا ہے۔ تمام بحث اور سارا جھگڑا تو اسی بات پر تھا کہ لغت کا لفظ جو حضرت خلیفۃ المسیح نے شہادت ادا کرتے وقت استعمال کیا۔ اس سے مراد زبان عرب تھی نہ کتب لغت باوجود اس کے مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ آپ نے یہ کہدیا۔ کہ لغت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں۔ مولوی صاحب یہ کہنا کہ زبان میں اس لحاظ سے کہ اسمیں لفظ خاتم آخری کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔ خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں۔ اور یہ کہنا کہ کتب لغت کا کام مفردات بتانا ہے۔ اسمیں مرکب لفظ کے معنی مت دیکھو کیا ایک بات ہو سکتی ہے کچھ تو انصاف سے کام لیں۔

مولوی صاحب کی تنقید

مولوی صاحب کو اپنی تنقید پر بڑا ناز تھا چنانچہ وہ لکھتے ہیں

اپنی طرف سے میاں صاحب نے جو اس مشکل کا علاج سوچا تھا وہ تنقید کی روشنی میں شاید انہیں خود بھی یقین ہو جائیگا۔ کہ وہ محض مغالطوں کا ایک سراب تھا۔ جسے وہ ضعف بصیرت کی وجہ سے حقیقت کا پانی سمجھے بیٹھے تھے۔

ختم

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

اس تنقید کو پڑھکر انشاءاللہ انہیں خود بھی خاکسار عبدالرحمن مصری

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

مہمانوں سے حسن سلوک کی نصیحت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۲ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

مہمان کی سختی برداشت کرو

چونکہ کل مجھے سردرد کا دورہ ہو گیا تھا۔ آج معلوم ہوتا ہے۔ کہ بخار ہو گیا ہے۔ اس لئے مختصراً دو باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جنکی طرف جلسہ سالانہ کے موقعہ پر توجہ دلایا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو مہمان اگلے جمعہ میں آجائینگے۔ بلکہ ابھی سے آنے لگ گئے ہیں۔ قادیان کے لوگ جو مہمانوں کی خدمت کا کام کرتے ہیں۔ ان کو بعض دفعہ اپنی طبیعت اور خواہش کے خلاف باتیں دیکھنی اور سننی پڑتی ہیں کیونکہ جلسہ کے موقع پر جو لوگ آتے ہیں ان میں بعض کمزور طبع ہوتے ہیں۔ اور بعض غیر احمدی ہوتے ہیں اور بعض جوشیلے لوگ ہوتے ہیں۔ پھر سفر میں صابر بھی جوشیلے ہو جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ سفر میں بعض دفعہ سمجھدار لوگ بھی جو بات سمجھاتے ہیں سختی کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جب ریل کے آرام دہ سفر میں اور عارضی ملاقات کے عرصہ میں بھی لوگ سختی کر بیٹھتے ہیں۔ تو وہاں جہاں نہ چارپائی میسر ہو۔ اور نہ کھانے کا وقت معین ہو۔ اور متواتر کئی دن کا سفر ہو۔ تو کمزور طبائع یعنی وہ لوگ جو صحت کے لحاظ سے کمزور ہوں۔ یا جن میں اخلاص کی کمی ہو۔ یا جنکو سلسلے سے تعلق کم ہو یا نہ ہو۔ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کارکنوں کو ناپسند ہوتی ہیں۔ مگر دوستوں کو چاہئے کہ وہ ان سخت باتوں کو خیال میں نہ لائیں۔ اور حتی الوسع مہمانوں کو آرام پہنچانے کی کوشش کریں۔

نیک عمل کے لئے زندگی ایک موقع ہے

یاد رکھو کہ زندگی ایک موقع ہے کہ جس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ہم لوگ تناسخ کے قائل نہیں کہ بار بار اس دنیا میں آئینگے۔ اور پھر نجات پائینگے۔ بلکہ ہمارے لئے ایک ہی موقع ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اسکو نادانی اور بے وقوفی سے کھو دیں۔ اگر اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اگلے جہان کے لئے سامان نہ کیا۔ تو دوسرا موقع کوئی نہیں۔ اس لئے اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اور اسکو بوجھ نہیں خیال کرنا چاہئے یہ مصیبت نہیں بلکہ انعام ہے۔

قربانی کا موقع

لوگوں کو شکایت ہوتی ہے کہ فلاں شخص بڑا ہو گیا۔ اسکو ترقی کا موقع مل گیا۔ اگر ہمیں موقع ملتا۔ تو ہم بھی بڑے ہو جاتے۔ اگر ایک شخص بڑا جرنیل ہے۔ تو اس لئے۔ کہ اسکو موقع مل گیا۔ ایک دوسرا شخص جو کسی زمیندار کی طرح اپنی عمر گذار دیتا ہے۔ اگر اسکو موقع ملتا تو وہ بھی جرنیل ہو جاتا۔ پس بہت سے لوگوں کو شکایت ہوتی ہے۔ کہ انکو موقع نہیں ملا مگر افسوس ان پر ہو جنکو موقع ہے۔ اور وہ اسکو ضائع کر دیں۔ ہمارے لئے یہ فخر کی بات ہے۔ کہ ہمیں موقع ملا ہے۔ دوسروں کو شکایت ہے کہ ان کے لئے موقع نہیں مگر ہمارے لئے موقع مہیا کیا گیا ہے۔ کہ ہم جانی اور مالی قربانی اور خیالات کی قربانی کریں۔ جانی قربانی یہی نہیں۔ کہ تلوار سے سر کٹوایا جائے بلکہ آرام کی زندگی چھوڑ کر تبلیغ کے لئے دور دراز سفر پر جانا بھی جانی قربانی ہے۔ پھر احساسات کی قربانی تم کو کرنی پڑتی ہے۔ خیالات قدیم کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ پس کوئی قربانی نہیں جس کا تم کو موقع نہ دیا گیا ہو۔ جانیں تمہیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔ وقت تمہیں قربان کرنا پڑتا ہے۔ آرام کی قربانی کا موقع تمہارے لئے ہے خیالات کی قربانی کا موقع تمہارے لئے ہے۔ غرض ہر قسم کی قربانیوں کا دروازہ تمہارے لئے کھولا گیا ہے۔ جو ان قربانیوں کو بجا لائینگے وہ خدا کے فضل سے جنت کو پائینگے۔ اور جو نہیں کرینگے وہ من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی کے مصداق ہونگے۔ میں یہ نصیحت کر کے اپنا فرض ادا کرتا ہوں۔ مانو یا نہ مانو۔ یہ تمہارا اختیار ہے۔ لیکن میں امید رکھتا ہوں۔ کہ تم ضرور مانو گے کیونکہ تم نے اپنے اس وقت تک کے عمل سے دکھا دیا ہے۔ کہ تم ماننے کے لئے تیار ہو۔ پس اپنے اعمال کو درست کرو۔ اور اپنے نفسوں کی اصلاح کرو۔ اور مقصود کو مد نظر رکھو۔ اگر یہ کرو گے۔ تو مرنے سے پہلے آخرت کے لئے کچھ کر لو گے۔

اشتہارات

ہرایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے۔ نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

کارخانہ نوایجاد مشینؒ سویاں قادیان کی

اطلاع

۱۔ بعض احباب جلسہ ختم ہونے کے بعد نوایجاد مشین سویاں خریدنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ جبکہ بوجہ سٹاک ختم ہو جانے کے ان کی فرمائش کی تعمیل دشوار ہو جاتی ہے۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ازراہ کرم ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۲ء تک مطلوبہ تعداد سے اطلاع دیں۔ تاکہ بعد میں محصول ڈاک کی زیر باری نہ اٹھانی پڑے۔

۲۔ ہم نے علاوہ آہنی مشینوں کے پیتل کی بڑی مشین پالش شدہ بھی تیار کی ہے۔

۳۔ ہر شہر میں اس ایجاد کی ایجنسیاں قائم کرنے کا ارادہ ہے۔ جو صاحب ایجنسی لینا چاہیں۔ جلسہ سالانہ پر شرائط ملاحظہ فرما کر معاملہ طے فرمالیں۔

۴۔ ایک درجن کے خریدار کو ۵/۸ فیصدی کمیشن اور اس قدر آرڈر دلانے پر ۲/۱ فیصدی کمیشن۔

۵۔ اس وقت تک کئی ایجادیں بوجہ کمی سرمایہ پیش نہیں کی جاسکیں۔ اب بعض دوستوں نے مشورہ دیا ہے۔ کہ اس کام کو بصورت کمپنی کر دیا جائے۔ تو موجد اور پبلک دونوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اس خیال سے متفق ہوں۔ تو جلسہ سالانہ پر مفصل حالات معلوم فرما سکتے ہیں۔

آپ لوگوں کا خادم

عبدالکریم (مولوی عالم) منیجر کارخانہ مشین سویاں قادیان پنجاب

۱۲ر دسمبر ۲۲ء

اعلانِ خطبہ

ایک سید قوم کی باسلیقہ اور معمولی تعلیم یافتہ لڑکی کے رشتہ کیلئے سید قوم کے احمدی تعلیم یافتہ لڑکا۔ جو کم از کم انٹرنس پاس ہو۔ اور ساٹھ ستر روپیہ ماہوار کا ملازم خوش اخلاق اور خوش شکل۔ بہت جلد اپنی اپنی درخواستیں دفتر ہذا میں بھیجدیں۔ درخواست کنندہ کو یہ بھی لکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کب احمدی ہوا۔ اگر کوئی کالج میں تعلیم پاتا ہو وہ بھی درخواست کرسکتا ہے۔ نیازمند ذوالفقار علی خاں ناظر امور عامہ قادیان

سالانہ جلسہ پر

جن دوستوں کو ہماری نیشنل لیدر ورکس (۳۲ میکلوڈ روڈ لاہور) ساختہ اشیاء مثل پیٹی گیٹس وغیرہ درکار ہوں یا ہماری ایجنسی لینا چاہیں یا اکٹھا مال خریدنا چاہیں وہ ایام جلسہ سالانہ میں اوقات کے بعد منشی عظیم الرحمٰن صاحب کے مکان واقعہ محلہ دارالعلوم (متصل شفا خانہ نور) پر کمترین سے طے کر سکتے ہیں۔ نمونہ بھی اسی جگہ موجود ہوں گے

کمترین محب الرحمٰن منیجر نیشنل لیدر ورکس۔ لاہور

شائقین کتب حضرت مسیح موعودؑ نوٹ کرلیں

کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد اور تحریک کے ماتحت جو قومی سرمایہ سے بک ڈپو دار الکتب قائم کیا گیا ہے۔ اس نے امسال متعدد کتب کی طباعت کا انتظام کیا ہے۔ اور امید ہے کہ بموقعہ جلسہ سالانہ احباب کے پیش نظر کی جائیں گی۔ اور یہ کتابیں ایسی نہیں کہ اخبارات و رسائل سے مضمون لے کر کتاب کی صورت دیدی گئی ہو۔ بلکہ یہ مخصوص علمی اور مستقل معرکۃ الآرا تصانیف ہیں۔ بہت سے احباب ہیں جو ان کتب کیلئے مدت مدید سے خواہاں تھے۔ مگر نہیں ملتی تھیں۔ اب کارکنان بک ڈپو کی سعی سے انہیں بکفایت دستیاب ہو سکینگی۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

تریاق القلوب۔ ۲۔ انجام آتھم ۳۔ تحفۃ الندوہ ۴۔ تحفہ غزنویہ۔ ۵۔ تحفہ قیصرہ ۶۔ ضرورۃ الامام ۷۔ راز حقیقت۔ ۸۔ تقریریں۔ ۹۔ لکچر سیالکوٹ ۱۰۔ شہادۃ القرآن ۱۱۔ پیغام صلح۔ ۱۲۔ مواہب الرحمٰن ۱۳۔ برکات الدعا۔ ۱۴۔ نور القرآن حصہ اول وغیرہ (احمدیہ انگریزی سوانح سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب حیدر آباد)۔

ان کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک جدید معرکۃ الآراء تصنیف دعوۃ الحق بھی چھپ رہی ہے جس میں مسائل احمدیت کو اس وضاحت اور خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ جو دیکھنے اور پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ احباب احمدیہ کے لئے یہ ایک بیش بہا تحفہ ہوگی۔

جن احباب نے جلسہ پر تشریف لانا ہے۔ وہ تو تشریف لا کر اپنے قومی بک ڈپو سے خرید سکتے ہیں۔ مگر جو نہ آسکیں وہ ان کتب کے لئے ابھی سے دفتر میں اپنی اپنی فرمائشیں بھیجدیں۔ کاغذ وغیرہ کی گرانی کے باعث معمولی تعداد میں چھپوائی گئی ہیں۔ اس لئے فوراً اپنی خریداری سے اطلاع دیں۔

زین العابدین نائب ناظر تالیف و اشاعت قادیان

تجارت فضل ہے

۱۔ کیا آپ کو تجارت کرنے کا شوق ہے
۲۔ کیا آپ کی موجودہ تنخواہ میں گذارہ نہیں ہوتا اور آپ اپنی آمدنی بڑھانا چاہتے ہیں۔
۳۔ کیا آپ ملازمت سے تنگ آکر تجارت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔
۴۔ کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ ملازمت بھی ہے اور فالتو وقت میں کوئی ایسا کام مل جاوے جس سے آمدنی بڑھ سکے۔
۵۔ کیا آپ کی موجودہ تجارت فائدہ مند نہیں رہی۔ اور کیا آپ کسی اور تجارت کی تلاش میں ہیں
۶۔ کیا آپ اپنے اخراجات کم کرنے میں ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔
۷۔ کیا آپ نے اسپر بھی کبھی غور کیا۔ کہ اخراجات گھٹانے کی بجائے آمدنی بڑھانیکی طرف توجہ کیجاوے
۸۔ کیا آپ نے اس سوچ میں کئی ماہ تو نہیں گذار دیئے۔ کہ تجارت کریں یا نہ کریں اور کریں تو کس قسم کی تجارت کریں۔

غرض کہ اگر آپ کو تجارت کا شوق ہو۔ تو آپ ہم سے خط و کتابت کریں ہم لنڈن اور جرمنی سے تاجروں کیلئے ہر قسم کا مال منگاتے ہیں۔ اسلئے ہم آپ کو اپنے تجربہ کی بناء پر بتا سکتے ہیں کہ کس قسم کی تجارت فائدہ مند ثابت ہوئی ہے اور آپ کے لئے کس کام میں فائدہ کی امید ہو سکتی ہے

برٹش امپورٹ ایجنسی ۳۳
میکلوڈ روڈ لاہور

چار مرلے پانچ ہزار پانچسو پچیس مربع فٹ مکان فروخت ہوتا ہے

مجبوری کی وجہ سے میں اپنا مکان فروخت کرتا ہوں۔ جو بورڈنگ ہائی سکول کے بالمقابل شرقی برخ پر دار الفضل میں برلب سڑک کلاں ۳۵ ۵ مربع فٹ ہے۔ چار کوٹھڑیاں۔ دو بڑے کمرے ہیں۔ جو ۲۸ فٹ طول اور ۱۳ فٹ عرض کے ہیں۔ باورچی خانہ۔ غسل خانہ سب ضروریات موجود ہیں باہر سے پختہ اندر سے کچھ خام قیمت پانچ ہزار روپیہ ہے۔

جلسہ پر آنیوالے اصحاب بالمشافہ گفتگو کریں اور مکان کو اچھی طرح دیکھ لیں۔

المشتہر
سید عزیز الرحمٰن عزیز منزل قادیان گورداسپور

جبوب جامع الفوائد

الشافی۔ جبوب جامع الفوائد۔ یہ حضرت مسیح موعود کے تبرکات اور حضرت خلیفہ اول کے تجربات سے ہے یہ فدوی کا ۲۰ سالہ تجربہ ہے یہ بے نظیر گولیاں۔ دافع فالج ہر قسم وجع المفاصل تمام امراض باردہ اور درد پشت و بازو اور بڑھانے والی بھوک اور یہ خاص دوائیوں کے جوہر سے مرکب ہیں۔
قیمت فیدرجن ۱۲ ر یکصد گولی پانچ روپیہ محصولڈاک ۸ ر
خاکسار برکت علی احمدی ہمنی ڈاکخانہ پنڈی کالو گجرات

خوشخبری

جن احمدی احباب کو اپنے مکان کا نقشہ کھچوانا منظور ہو۔ تو اسکام کو عاجز پورا کر سکتا ہے احباب اس پتہ پر خط و کتابت کریں

عاجز عبد الرشید اوورسیر حال وارد مہمانخانہ قادیان

شفا خدا کے ہاتھ ہے

ہم خدائی کے دعویدار نہیں (نعوذ باللہ منہا) اور نہ صحت و شفا ہی دیدینے کا بیڑہ اٹھائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایک ہی ہستی ہے جس کا بلا معاوضہ سب کیلئے یکساں فیض جاری ہے دوائیاں ہماری پیدا کردہ چیز نہیں بلکہ جس کی ہم سب مخلوق ہیں اوسی ذات مقدس کی پیدا کردہ ادویات بھی ہیں۔ بس ہر ایک چیز اوسی کے حکم کے ماتحت کام کر رہی ہے۔ ہمارا فرض صرف اتنا ہی ہے۔ کہ ہم ایمانداری سے مرض کے مطابق پوری پوری اور عمدہ ادویات دیں۔ اور علاج معالجہ میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہ چھوڑیں۔ باقی معاملہ خدا پر چھوڑ دیں۔ لہذا ہاتھ کے کنگن کو دیکھنے کے لئے کسی آرسی کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ سرٹفکیٹ نہیں۔ بلکہ سچ جھوٹ کے پرکھنے کے لئے سب سے بہتر کسوٹی تجربہ ہے۔ اور ہم بھی آپکو یہی مشورہ دینگے کہ آپ جس مرض کا بھی علاج کرانا چاہیں تو تجویز لیں خط و کتابت کریں جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ پتہ

ڈاکٹر منظور احمد رسلانوالی لائن سرگودہا

النبوۃ فی القرآن (طبع دوم)

مصنفہ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری

یہ تقریباً تین سو صفحہ کی کتاب ہے۔ جو جلسہ سالانہ میں بکڈپو تالیف و اشاعت و کتاب گھر قادیان و دفتر الفضل سے آپ کو ملیگی۔ اسمیں مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت خدا کی کلام اور خدا کے کام سنت اللہ سے بتصدیق احادیث نبویہ اور تحریرات حضرت مسیح موعود دیا گیا ہے۔ اور رسائل غیر مبایعین (مولوی محمد علی صاحب و سید محمد احسن صاحب) کو بھی زیر نظر رکھا گیا ہے۔ بہت جامع و مفید کتاب ہے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عہ/

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں بحکم مالکان کے لئے شائع ہوا۔